REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

جلد ۲۴ — شمارہ ۲۶

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائبین:- جاوید اقبال اختر، محمد انعام غوری۔

شرح چندہ

سالانہ ۱۵ روپے
ششماہی ۸ روپے
ممالکِ غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۳۰ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN

۲۲ جمادی الاخری ۱۳۹۵ھ — ۳ وفا ۱۳۵۴ ہش — ۳ جولائی ۱۹۷۵ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۳۰ احسان (جون)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۲۳ جون کی اطلاع مظہر ہے کہ
"حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ"
احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۳۰ احسان۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۳۰ احسان۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال تاحال حیدرآباد دکن میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر وحضر میں سب کا حافظ وناصر رہے۔ آمین۔

اِن پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو !!

کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دِن پورا ہوگا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۶ء میں وحی الٰہی کی بناء پر یہ پیشگوئی فرمائی:-

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا
اور میری محبت دِلوں میں بٹھائے گا
اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔
اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا
اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر عِلم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے
کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا منہ بند کردیں گے۔
اور ہر ایک قوم اِس چشمہ سے پانی پیئے گی۔
اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہوجائے گا۔
بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے
مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔
سو اَے سُننے والو! اِن باتوں کو یاد رکھو
اور اِن پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو
کہ یہ خُدا کا کلام ہے جو ایک دِن پورا ہو گا"

(تذکرہ صفحہ ۵۹۷)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے جے ہند پرنٹنگ پریس نہرو گارڈن روڈ جالندھر شہر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۳ر وفا ۱۳۵۴ ہش

اہلِ اسلام کی دلآزاری کا منصوبہ

گزشتہ کچھ عرصہ سے اخبارات میں اس قسم کی دلخراش خبریں آرہی ہیں کہ کوئی عربی نژاد پروڈیوسر مصطفےٰ عقاد بعض اسلامی ملکوں کے تعاون اور مالی سرمایہ سے ایک فلم تیار کر رہا ہے جس میں رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کی ان دفاعی جنگوں کے مناظر دکھلائے جائیں گے جو بدر اور اُحد کے مقامات پر کفارِ عرب کے خلاف لڑی گئی تھیں۔ اور ان جنگوں میں سیّد الانبیاء حضرت رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بہ نفسِ نفیس شرکت فرمائی تھی۔ اور حضور اکرمؐ کے تمام کبار صحابہؓ نے ایسی دادِ شجاعت دی تھی کہ صنادیدِ عرب کی ساری فرعونیت خاک میں مل کر رہ گئی تھی۔ اور بدر و اُحد کے میدان کفارِ عرب کی بے پناہ قوتوں کے مدفن بن گئے تھے۔

ظاہر ہے کہ ان تاریخی اسلامی جنگوں میں رسول اللہ صلعم کی ذاتِ اقدس مجاہدِ اوّل کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیا اس فلم کا پروڈیوسر یہ ناپاک جسارت کرے گا کہ حضور صلعم کی شبیہ مبارک یا آپؐ کی آواز مبارک مصنوعی طور پر فلم میں پیش کرے؟ کیونکہ اس کے بغیر تو ان جنگوں کے مناظر مکمل ہو ہی نہیں سکتے۔ اور کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ عظام کے پاک اور مقدس گروہ کی جانبازی اور سرفروشی کا کردار اُن فلمی ایکٹروں کو سونپا جائے گا جن کی زندگیوں کا ایک ایک لمحہ گناہوں اور بدکرداریوں میں ملوّث ہے! پھر کیا یہ اسلامی ممالک اپنے سرمایہ کو ایک ایسے مذموم کام پر صرف کر رہے ہیں جو رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی حقیقی غلام کے لئے پسندیدہ نہیں ہے۔ اِس منصوبے کا بڑا ہی دردناک پہلو یہ ہے کہ اِس زیرِ تکمیل فلم کے لئے لیبیا۔ مراکو اور کویت نے سرمایہ فراہم کیا ہے۔ اور اس کی فلم بندی لیبیا میں ہو رہی ہے۔

لیبیا کے کرنل قذافی بڑے پکے مسلمان سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان کی اسلام دوستی کے بڑے چرچے سننے میں آرہے ہیں۔ لیکن تعجب ہے کہ اس موقع پر اُن کی غیرتِ اسلامی جوش میں کیوں نہیں آئی اور اُنہوں نے ایک ایسے فعل کے لئے اپنا دستِ تعاون کیوں بڑھایا ہے جس کے تصوّر سے ہی دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں کے قلوب مجروح ہو رہے ہیں۔ اور جس کے خلاف عالمِ اسلام کی طرف سے احتجاج کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ اور اُس وقت تک بلند ہوتی رہیں گی جب تک اِس مذموم اور مشئوم منصوبہ کو ترک کر دینے کا اعلان نہیں ہو جاتا۔

یہ بڑے ہی دُکھ کی بات ہے کہ اس منصوبہ کی تکمیل میں لیبیا، کویت اور مراکو جیسے اسلامی ممالک تعاون دے رہے ہیں۔ اسے باور کرنے کو جی تو نہیں چاہتا۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ یہ منحوس خبر ایک حقیقت کے رنگ میں سامنے آرہی ہے۔ اور فلم بندی کا کام بڑے زور شور سے جاری ہے۔ اور اس پر کروڑوں روپیہ کا سرمایہ لگایا جا چکا ہے۔

ہم رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کبارؓ کی اس ہتک پر بہت ہی پُر زور **احتجاج** کرتے ہیں اور عالمِ اسلام کو توجہ دلاتے ہیں کہ ہر قسم کے اثر و رسوخ اور رسائی کو بروئے کار لاکر اس منصوبہ کو روکنے کی موثر، ٹھوس اور قطعی کوشش کی جائے۔ ورنہ اگر یہ فلم اپنی تکمیل کو پہنچ گئی تو آئندہ کے لئے ایک ایسا راستہ نکل جائے گا جسے بند کرنا ممکن نہ ہوگا۔ کیونکہ اس سے قبل جب بعض سرپھرے غیر مسلموں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مصنوعی شبیہ شائع کی تو عالمِ اسلام کی طرف سے شدید ترین احتجاج ہوتا رہا۔ لیکن اب جب دُنیا کو معلوم ہوگا کہ خود مسلمان اِس قبیح فعل کے مرتکب ہو رہے ہیں تو اغیار کے سامنے ہم کیا دلیل پیش کر سکیں گے ___!

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

صرف چند ماہ کی مصنوعی یا مصلحت آمیز خاموشی کے بعد پاکستان میں احمدیت کے خلاف ملّائیت پھر سرگرمِ ستیزہ کاری ہے۔ گزشتہ کچھ عرصہ میں بعض ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ احمدیت کے معاندین محض وقتی طور پر چند دنوں کے لئے انٹرول کے طور پر انڈر گراؤنڈ ہو گئے تھے۔ یا اِس امر کا جائزہ لے رہے تھے کہ ان کے شدید ترین مظالم کا تختۂ مشق بننے اور گہرے زخموں سے چُور چُور ہونے کے بعد جماعتِ احمدیہ کا کیا ردِّ عمل ہوتا ہے۔ اور جب اُن کے جائزہ کا یہ نتیجہ سامنے آیا کہ جماعتِ احمدیہ کا قافلہ اپنے رِستے ہوئے اور خون بہتے ہوئے زخموں سے بے نیاز ہوکر اپنی اسی رفتار اور اپنے اسی جنون کے ساتھ پرچمِ اسلام بلند کرتے ہوئے اپنی منزلِ مقصود کی طرف رواں دواں ہے۔ اور اس جماعت نے عظمتِ اسلام کی خاطر اپنی قربانیوں کو پہلے سے بھی بڑھا دیا ہے تو وہ پھر اس نورِ آسمانی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دینے کی اس کوشش میں مصروف نظر آتے ہیں جو درجنوں بار بروئے کار آئی۔ اور کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکی۔ چنانچہ لاہور کے محلّہ مغلپورہ کی مسجد احمدیہ اور احمدیوں کی بعض دُکانیں جلا دینے کا واقعہ بالکل تازہ ہے۔ اور ہمارے مخالفین اسلامیت کا یہ شاہکار تو ان کے پرائیویٹ سیکٹر کا ہے۔ سرکاری سیکٹر میں بھی ان کی معاندت مصروفِ کار ہے۔ چنانچہ راولپنڈی میں جماعتِ احمدیہ کی جامع مسجد جو تقسیمِ مُلک سے دو سال قبل سے جماعتِ احمدیہ کے قبضہ اور استعمال میں تھی اُسے پاکستان کے محکمہ بحالیات نے ۳۰ر مئی ۱۹۷۵ء کو نیلام کر دیا ہے۔ اسی طرح ابوظہبی میں ہمارے جو احمدی دوست ملازم ہیں ان کو پریشان کیا جا رہا ہے۔

یہ واقعات بتاتے ہیں کہ مظالم کا سلسلہ ابھی بند نہیں ہوا۔ اور ابھی ہمارے عشق کے بہت سے امتحان ہوں گے۔ ابھی وقت کے جلّادوں کی خون آشامی کم نہیں ہوئی۔ ابھی مذبحوں کے دروازے بند نہیں ہوئے۔ ابھی مقتلوں کی تشنگی دُور نہیں ہوئی۔ ابھی قربان گاہیں احمدی شہیدوں کے سر مانگ رہی ہیں ___! اور ہم خدا کے فضل سے اِس یقین پر قائم ہیں کہ ہماری جماعت جو بہت ہی کڑی آزمائشوں میں گزر کر ہمیشہ کامیاب رہی ہے اب بھی ان آزمائشوں پر پُوری اُترے گی۔ مخالفین کی سُولیوں کو انشاء اللہ یہ شکوہ نہیں رہے گا کہ اُنہیں منصور نہیں مل سکے۔ اور ہم اللہ تعالےٰ کے حضور دُعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ثباتِ قدم عطا فرمائے۔ اور ہمیں ہماری زندگیوں کی آخری سانسوں تک یہ توفیق عطا فرماتا چلا جائے کہ ہم زمین کے کناروں تک اُس کے آخری پیغام قرآنِ کریم کی اشاعت و نفاذ کرتے رہیں۔ اور وہ دن جلد آئے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی حکومت ساری دُنیا میں قائم ہو جائے۔ اور ہماری جماعت ان کڑے امتحانوں میں اس شان کے ساتھ سرخرُو ہو کر نکلے کہ عشق پر الزام نہ آسکے۔ آمین۔

(ف۔ا۔گ)

مجلسِ نُصرتِ جہاں کے زیرِ اہتمام

اباداَن (نائیجیریا) میں نئے ہسپتال کا قیام

مجلس نصرت جہاں کی بابرکت سکیم کے تحت حال ہی میں نائیجیریا کے ایک اور اہم مقام اباداَن میں ایک نئے ہسپتال کا اجراء کیا گیا ہے الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ اس شہر میں متعدد عیسائی ہسپتال کام کر رہے تھے۔ اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ کے ذریعہ یہاں پر پہلا مُسلم ہسپتال قائم ہُوا ہے۔

اِس نئے ہسپتال کے انچارج مکرم ڈاکٹر غلام مجتبےٰ صاحب ہیں جو اس سے قبل غانا میں خدمتِ جلیلہ سرانجام دے چکے ہیں۔ اور اب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ان کو ازراہِ شفقت نائیجیریا کے لئے نامزد فرمایا ہے۔

نائیجیریا میں مجلس نصرت جہاں کے تحت یہ تیسرا ہسپتال ہے۔ اس سے قبل ڈاکٹر عبد الرؤف صاحب غنی ایکورو کے مقام پر اور ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب بھٹہ اجیبوا ڈے کے مقام پر ہسپتال چلا رہے ہیں۔ تاہم یہ نیا قائم ہونے والا ہسپتال اس لحاظ سے پہلا ہے کہ اس میں سرجری کا انتظام بھی ہوگا۔ اور چھوٹے اور بڑے اپریشن کی سہولتیں میسّر ہوں گی۔

احباب اس نئے ہسپتال کے لئے دُعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ اسے رُوحانی اور جسمانی مریضوں کی شفایابی کا مرکز بنائے۔ (سیکرٹری مجلسِ نُصرتِ جہاں ربوہ)

خطبہ جمعہ

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا

یہ ایک جامع اور کامل دُعا ہے جو ہمیں سچی توحید سکھاتی ہے

دوستوں کو چاہیئے کہ وہ کثرت سے اور التزام کے ساتھ اس دُعا کو پڑھیں تا وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجائیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۴ اخاء ۱۳۵۴ ہش بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مندرجہ ذیل الہامی دُعا پڑھی۔
رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا
اس کے بعد فرمایا:-

اے میرے ربّ ہر چیز تیری خدمت گزار ہے

وہ تیرے قانونِ تسخیر کے ماتحت اس کام میں لگی ہوئی ہے جس پر تُو نے اُسے لگایا ہے۔ اور ہماری عینِ یقین نے دیکھا ہے کہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز تُو نے ہماری خدمت پر مسخّر کی ہوئی ہے۔ اور تُو نے اپنی ساری نعمتیں (ظاہری و باطنی) ہم پر پانی کی طرح بہادی ہیں۔ ہمارے نفس اور ہماری رُوح تیرے احسانوں اور فضلوں کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ شکرِ نعمت ژ ممکن نہیں۔ مگر اے ہمارے ربّ، ہمارے محبوب! ہم بھی تیرے عاشق خادم ہیں۔ اپنے خادموں کی التجاء کو سُن!

رَبِّ فَاحْفَظْنَا

اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنی حفاظت میں لے لے۔ ہمیں ضائع ہونے سے بچالے۔ ہمارے اعمال، بدیوں، کمزوریوں، بداخلاقیوں، فسق و فجور سے ضائع نہ ہو جائیں۔ طاغوتی طاقتیں ہم پر کامیاب وار نہ کرسکیں۔ تیرے پیار کی راہوں سے ہم کبھی بھٹک نہ جائیں۔ اپنی اپنی استعداد کے مطابق ہم میں سے ہر ایک تیری ربوبیت تامّہ سے کامل حصہ لے۔ ہم اپنی استعدادوں کو کمال تک پہنچائیں اور تیرے قرب کے مقامات کو حاصل کریں۔ ہم اس یقین پر ہمیشہ قائم رہیں کہ ہمارا محبوب ربّ (عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ) ہر چیز کا محافظ ہے۔ اور

وہی حفاظت کا حقیقی سرچشمہ ہے

جو بھی اے ہمارے رب تیرے دامن سے وابستہ نہیں رہتا ہلاکت کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔ اطاعت میں ہی سب حفاظت ہے۔ اے ہمارے ربّ! تو ہی وہ قادر و توانا ہے۔ جو آسمانوں اور زمین اور ان میں بسنے والی سب اشیاء کی حفاظت سے کبھی تھکتا نہیں۔ تیرا علم ہر شئے پر حاوی ہے۔ اور ہر شئے کی حفاظت کی قدرت تجھ میں موجود ہے۔

رَبِّ فَاحْفَظْنَا

پس اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنی حفاظت میں لے لے۔ ہمیں ضائع ہونے سے بچالے۔ اے ہمارے ربّ!

وَانْصُرْنَا

ہر چیز تیری خادم ہے۔ بس تُو ہماری مدد کو آ۔ ہم جانتے ہیں کہ کامیاب وہی ہوتے ہیں جن کی مدد پر تُو کھڑا ہوتا ہے۔ اگر تُو ہماری مدد اور نصرت کو نہ آئے گا تو تجھے چھوڑ کر کون ہماری مدد کو آئے گا۔ سب سہارے

کمزور اور شکستہ

ہیں۔ تیرا ہی ایک سہارا ہے جس پر بھروسہ اور توکّل کیا جاسکتا ہے۔ بس اے ہمارے محبوب ہم تجھ ہی پر توکّل رکھتے ہیں۔ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس گروہ میں شامل رہیں جن کے متعلق تُو نے خود فرمایا:-
وَاِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ (سورہ محمد آیت ۸)
اے ہمارے ربّ! تیری ہی توفیق سے ہم تیری قائم کردہ حدود کی حفاظت کرسکتے ہیں۔ اور جو عہد و پیمان ایک مومن کی حیثیت سے ہم نے تجھ سے باندھے ہیں ان کو نباہ سکتے ہیں۔ تیرے احکام کی بجا آوری اور تیری مناہی سے اجتناب تیری توفیق کے بغیر ممکن نہیں نہیں۔ اے ہمارے ربّ! ہر چیز تیری خادم ہے۔ ہمیں اپنے انصار بننے کی توفیق دے۔ تا تیری نظر میں ہم تیری مدد اور نصرت کے سزاوار ٹھہریں اور اے ہمارے ربّ ہماری مدد کو آ کہ جو تیری مدد یا نصرت پاتے ہیں وہ ناکام اور نامراد نہیں ہوا کرتے۔ رَبَّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا۔
اے ہمارے ربّ فَارْحَمْنَا

اپنی رحمت سے ہمیں نواز

اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنی اطاعت اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی توفیق دے کہ جو تجھ سے یہ توفیق پاتے ہیں وہی تیری نگاہ میں تیری رحمت کے مستحق ٹھہرتے ہیں جیسا کہ تو نے فرمایا ہے:-

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ
(آلِ عمران آیت ۱۳۲)

اے ہمارے ربّ! اپنی صفات عظیم کی اتباع اور تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرنے کی ہمیں توفیق بخش کہ اتباعِ قرآن کرنے والے متقی ہی تیری نظر میں تیری رحمت کے مستحق ٹھہرتے ہیں جیسا کہ تُو نے فرمایا:-

فَاتَّبِعُوْہُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (الانعام آیت ۱۵۶)

اے ہمارے ربّ ہمیں یہ یقین بخش کہ

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (الاعراف آیت ۱۵۷)

ایمان اور اسلام کے تمام تقاضوں کو ان سب شرائط کے ساتھ پورا کرنے کی توفیق ہمیں دے اور ہمیں اپنی رحمت سے نواز

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ

ہر چیز تیری خدمت گزار ہے۔ اے میرے رب ہمیں اپنی حفاظت میں لے لے۔ ہماری مدد کو آ۔ اور ہمیں اپنی رحمت سے نواز۔

اس دُعا میں

جس کے مختصر معانی اور مفہوم مَیں نے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہمیں فرمایا ہے کہ سچی توحید اور اللہ تعالےٰ کی ربوبیت تامہ کا اقرار کرتے ہوئے اس کے حضور عاشقانہ خدمت بجالاؤ۔ اور اس عاشقانہ خدمت سے ربوبیت تامہ کے حضور جھکو اور التجا کرتے رہو۔ کیونکہ ربوبیت تامہ سے وہی فیض حاصل کرتا ہے جو ربّ کریم کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ جسے اس کی عون و نصرت حاصل ہوتی ہے۔ اور جو اس کی رحمت سے نوازا جاتا ہے۔ اس کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

غرض اس دُعا میں اللہ تعالیٰ نے سچی توحید اور ربوبیت تامہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ دُعا کیا کرو کہ اے وہ کہ جو ربوبیت کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اس کے سامان بھی پیدا کرتا ہے۔ اور وہی ہے کہ اس کے ارادوں میں کوئی غیر روک نہیں بن سکتا۔ اور اس چیز کو اس نے مسخر کیا ہوا ہے۔ وہ اس کام پر لگی ہوئی ہے جس کام پر اللہ ربّ کریم نے اسے لگایا ہوا ہے۔ دُنیا میں جس چیز پر چاہو نگاہ ڈالو سورج، چاند، اور آسمانوں کے ستارے، درخت، جھاڑیاں اور پھولوں کے پودے، لعل و جواہر زمرد، یاقوت، کوئلے کا پتھر یا چونے کا پتھر یا زمین کے سارے ذرّے اور ان ذرّوں میں چھپی ہوئی ایٹمی توانائی

ہر چیز اللہ تعالیٰ نے مسخّر کی ہوئی ہے

اور وہ اللہ تعالےٰ کی اس تسخیر کے نتیجہ میں وہی کام کرتی ہے جس کا اس کا پیدا کرنے والا رب ارادہ کرے۔ اور جس کا وہ فیصلہ کرے۔ اور یہ خادم رب یہ کسی انسان کو کوئی مضرت اور کوئی دُکھ اور کوئی ایذا نہیں پہنچا سکتے جب تک کہ اس کا ارادہ دُکھ پہنچانے یا ایذا دینے یا مشقتوں میں ڈالنے کا نہ ہو۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہر چیز کو انسان کے لئے مسخر کیا گیا ہے۔ اور کام پر لگایا گیا ہے۔ یہ تمام اشیاء یہ تمام چیزیں (چھوٹی ہوں یا بڑی) جن کی حقیقت کو ایک حد تک ہم نے سمجھا اور ان کا علم حاصل کیا ہے۔ یا ان کی وہ طاقتیں اور صفات جو ان میں پوشیدہ ہیں اور ہم پر ظاہر نہیں ہوئیں، انسان کی خدمت پر لگائی گئیں ہیں۔ پس اصل ذات اللہ ہی کی ہے۔ جو انسان کی ربوبیت تو کرنا چاہتا ہے۔ اور اس نے یہ حکم بھی جاری کیا ہے کہ اس کی مرضی کے بغیر کسی شخص کی ترقی (روحانی و جسمانی) میں اس کی پیدا کردہ کوئی چیز روک نہ بنے لیکن

بہت سے ایسے بد قسمت انسان بھی ہوتے ہیں

جو اپنے ہی کئے کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کو ناراض کر لیتے ہیں اور ہر وہ چیز جسے اللہ تعالےٰ نے اس کی خدمت پر لگایا ہوتا ہے وہی اس کے ایذاء کے درپے ہو جاتی ہے۔ وہ اسے دُکھ پہنچانے لگتی ہے۔ اُسے زندگی اور حیات سے دُور کر دیتی ہے اور اُسے نُور سے کھینچ کر اندھیروں میں لے جاتی ہے۔ اُسے خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں داخل نہیں ہونے دیتی بلکہ شیطان کے پیچھے اُسے لگا دیتی ہے۔ اور جہنم کی طرف اس کا منہ کر دیتی ہے یہ جسمانی دُکھ یا تکالیف ہوں۔ یا روحانی طور پر ناکامیاں اور نامرادیاں ہوں۔ یہ سب اللہ تعالےٰ کے ارادہ اور منشاء اور اس کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق ہی ہوتے ہیں۔

پس ہمیں حکم ہے کہ اپنے رب کی طرف جھکو اس سے یہ التجا کرو کہ تیری ربوبیت تامہ ہے۔ ہم کامل فیض حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ تیری حفاظت میں نہ آجائیں جب تک تیری نصرت اور تیری مدد ہمارے شامل حال نہ رہے جب تک کہ تو ہمیں اپنی رحمت سے نوازتا نہ رہے۔

حفاظت کے معنی ہیں ضائع ہونے سے بچانا اور اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت سے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ ہر چیز کو ضائع ہونے سے بچانے کا کام خود اللہ تعالےٰ کرتا ہے۔ اور اپنی ربوبیت تامہ کو انسان کے لئے کمال تک پہنچانے کی خاطر اُسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے۔ اور جب تک وہ خدا تعالےٰ کی اس حفاظت میں نہ آجائے اس وقت تک ہر وقت ضائع ہونے کا خوف رہتا ہے۔ مثلاً ہمارا صدقہ وخیرات ہے۔ اگر انسان اللہ تعالےٰ کی حفاظت میں ہو تو مَنّ و اذیٰ سے بچتے ہوئے صدقہ وخیرات کی حفاظت ہو جاتی ہے۔ اگر ہماری نمازیں ریا سے پاک نہ ہوں تو ان کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ جب تک انسان کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ توفیق نہ ملے کہ وہ ریا اور نمائش سے بچتا رہے۔ اس وقت تک اس کی ظاہری عبادتیں (نماز روزہ وغیرہ) اللہ تعالےٰ کی حفاظت میں نہیں ہوتیں۔

غرض اللہ تعالےٰ ہی کی ذات ہے جو ربوبیت تامہ کی خاطر اور ہر انسان کو اس کی استعداد کے مطابق اس کے کمال تک پہنچانے کے لئے اپنی حفاظت میں لے لیتی ہے۔ اور جس وقت اللہ تعالےٰ انسان کو اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے اسی وقت اس کے لئے یہ ممکن ہوتا ہے کہ وہ اپنے روحانی اور جسمانی کمالوں تک پہنچے

انسان کی حفاظت کے لئے یہ ضروری ہے

کہ اللہ تعالےٰ اس کا ممد ومعاون ہو اس لئے فرمایا کہ تم یہ دُعا کرو کہ اے ہمارے رب تو ہمیں اپنی حفاظت میں لے لے اور یاد رکھو کہ اطاعت ہی میں سب حفاظتیں ہیں) اور تیری حفاظت میں وہی آ سکتا ہے جسے تیری مدد اور نصرت مل جائے کیونکہ تیری مدد اور نصرت کے بغیر ایسے سامان پیدا نہیں ہو سکتے کہ انسان تو تیری حفاظت میں حاصل ہو۔ اور تیری مدد اور نصرت کوئی انسان اپنے زور سے نہیں لے سکتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تو اس کی طرف رجوع برحمت ہو تو اسے اپنی رحمتوں سے نوازے

غرض اس دُعا میں اللہ تعالیٰ نے توحید کا سبق ہمیں دیا اور ربوبیت تامہ کی طرف ہمیں متوجہ کیا۔ اور ہمیں بتایا کہ تمام اشیاء (مخلوقہ) مضرت اس وقت پہنچاتی ہے جب اللہ تعالےٰ کا اذن مضرت پہنچانے کا ہو۔ تمام نفع مند چیزوں سے انسان صرف اس وقت نفع حاصل کر سکتا ہے جب اللہ تعالےٰ کا بھی یہ منشاء ہو کہ وہ ان سے نفع حاصل کرے۔ اس لئے خدا سے یہ دُعا کرو کہ اے ہمارے ربّ مضرتوں سے ہماری حفاظت کر۔ نفع ہمیں پہنچا۔ ہماری نصرت اور مدد کو آ۔ اور ہمیں اپنی رحمتوں سے نواز۔

یہ دُعا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً سکھائی گئی ہے اور آپ نے فرمایا کہ

یہ اسمِ اعظم ہے

کیونکہ اس میں ربوبیت تامہ اور سچی توحید کو بیان کرنے اور اس کا اقرار کرنے کے بعد انسان دُعا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور تین بنیادی چیزیں اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا ہے۔

۱۔ ایک اس کی حفاظت
۲۔ ایک اس کی نصرت
۳۔ اور ایک اس کی رحمت

اور جو شخص اپنے رب کی ربوبیت کا عرفان رکھتا ہو اور اپنے خادم اور عاشق ہونے کا احساس رکھتا ہو۔ اس کے دل میں ایک تڑپ اور ایک آگ ہو جو ایک عاشقِ صادق کے دل میں ہوتی ہے اور وہ یہ جانتا ہو کہ اپنے رب سے تعلق قائم کئے بغیر میری زندگی بے معنی اور لایعنی ہے اور وہ یہ سمجھتا ہو کہ میری زندگی کا مقصد صرف اس وقت حاصل ہو سکتا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ میرے ساتھ تین حسن سلوک کرے۔ مجھ پر تین احسان کرے۔ ایک تو وہ میری حفاظت کی ذمہ داری لے لے۔ دوسرے وہ ہر وقت میری نصرت اور مدد کے لئے تیار رہے نیز ہر وقت اپنی رحمتوں سے مجھے نوازتا رہے۔

پس

یہ ایک بڑی کامل دُعا ہے

یہ ہمیں سچی توحید سکھاتی ہے اور یہ ہمیں بتاتی ہے کہ کوئی مضرت کوئی دُکھ کوئی ایذاء ہمیں پہنچ نہیں سکتی نہ انسانوں کی طرف سے اور نہ اشیائے مخلوقہ کی طرف سے جب تک کہ اللہ تعالےٰ کا اذن نہ ہو۔ اور کوئی نفع ہمیں حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کی مرضی نہ ہو اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس دُعا کو پڑھتا رہے گا وہ ہر ایک آفت سے محفوظ رہے گا۔ اس لئے مَیں آج اس دُعا کا مختصراً مفہوم بیان کرنے کے بعد اپنے دوستوں کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کثرت کے ساتھ اس دُعا کو پڑھیں تا وہ اللہ تعالےٰ کی حفاظت میں آجائیں تا خدا ہر وقت ان کے ساتھ ان کی مدد اور نصرت کے لئے کھڑا ہے۔ (آگے دیکھئے صفحہ کالم ۳)

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۷۴ء

قسط ۲

ذکرِ حبیب علیہ السلام

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے مؤلف اصحاب احمد قادیان

احترامِ انسانیت

حضور ہمیشہ مخلوق کی ہمدردی کی تعلیم دیتے تھے اور اپنے عمل سے اس کی رُوح پیدا کرتے اور شرفِ انسانیت کو قائم کرنا چاہتے تھے۔ اور اس میں کسی قسم کی تمیز غریب امیر یا ذات پات کی روا نہ رکھتے تھے۔ جس زمانہ میں بنی نوعِ انسان کی رُوحانی اصلاح کا کام آپ کے سپرد ہُوا، اس وقت آپؑ کی مصروفیت انتہا کو پہنچ گئی۔ بکثرت احباب کی آمد، ان سے ملاقاتیں، ان کے قیام و طعام کا خاطر خواہ انتظام، اندرون و بیرون ملک اہم مسائل پر خط و کتابت اور اہم مضامین کے بارے میں کتابوں وغیرہ کی تصنیف اور عبادت اور دُعاؤں میں لازماً آپؑ کا سارا وقتِ عزیز صَرف ہوتا تھا۔ اس کے باوجود آپ اپنا حرج کرکے بھی علاج معالجہ سے محروم لوگوں کا خیال رکھتے تھے اور اس کے خاطر کافی مقدار میں دوائیں منگوا کر رکھتے اور قیمتی سے قیمتی دوا دینے سے دریغ نہ فرماتے تھے چنانچہ

۱۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ دوا دارو پوچھنے والی دیہاتی گنوار عورتیں زور سے دروازہ پر دستک دیتی ہیں اور (پنجابی میں) کہتی ہیں کہ مرزا جی! ذرا دروازہ تو کھولو۔ اور حضورؑ اس طرح اُٹھتے ہیں جیسے مُطاعِ ذی شان کا حکم آیا ہے۔ اور کشادہ پیشانی سے باتیں کرتے اور دوائیں بتاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں وقت کی قدر تعلیم یافتہ کو بھی نہیں گنوار تو اور بھی وقت ضائع کرتے ہیں۔ ایک عورت بے معنی بات چیت کرنے لگی ہے اور اپنے گھر کا رونا اور ساس نند کا گلہ شکوہ شروع کر دیا ہے اور گھنٹہ بھر اسی میں ضائع کر دیا ہے۔ آپ وقار اور تحمل سے بیٹھے سُن رہے ہیں۔ یہ نہیں کہتے یا اشارہ کرتے کہ دوا پوچھ لی، اب جاؤ، میرا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ ایک دفعہ بہت سی دیہاتی عورتیں بچوں کو دکھانے اور اندر سے بھی خدمت گار عورتیں شربت شیرہ لینے آگئیں۔ اور حضور کو ایک بڑا اہم مضمون لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا۔ میں بھی اتفاقاً جا نکلا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور نے پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں اور مستعدی سے دوائیں دے رہے ہیں اور کوئی تین گھنٹہ تک یہ ہسپتال کا کام جاری رہا۔ اس پر میں نے عرض کیا حضرت! یہ تو بڑا زحمت کا کام ہے۔ اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔"

حضورؑ نے اطمینان سے جواب دیا کہ:۔

"یہ بھی تو دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں۔ یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا کر رکھتا ہوں، جو وقت پر کام آتی ہیں .... یہ ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں سُست اور بے پرواہ نہیں ہونا چاہئے۔"

[سیرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ طبع سوم صفحہ ۲۰ و مصنفہ حضرت عرفانی صاحبؓ حصہ دوم صفحہ ۲۶۷، ۲۶۸۔]

۲۔ حضرت عرفانی صاحبؓ اس خصوص میں بیان کرتے ہیں کہ ایک غریب خاندان کا یتیم بچہ بنام نجا، کسی سرپرستی اور تربیت کے نہ ہونے کے باعث وحشیانہ اور غیر مہذبانہ اطوار رکھتا تھا۔ اپنی شوخی سے کھولتا ہُوا پانی اس کے سارے بدن پر گر گیا حضور کو اس کے لئے اس سے کم صدمہ نہیں ہُوا جس قدر اپنے ایک لختِ جگر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے لئے ان کی بیماری میں ہُوا تھا۔

"آپؑ ہمہ تن اس کے علاج میں مصروف ہوگئے جس میں نہ تو روپیہ کی پروا کی اور نہ خود اپنے ہاتھ سے کام کرنے میں کوئی مضائقہ کیا اور نہ ہی غور و پرداخت اور غذا اور دوا میں کوئی کمی روا رکھی گئی۔ خود اپنے سامنے ہر چیز کا انتظام کراتے تھے اور ہمیشہ اسے تسلی دیتے تھے۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ اگر بچ گیا تو نیک ہوگا۔ حضور ایک لمبے عرصہ تک اس کی تیمارداری میں مصروف رہے اور گھر میں خاص طور پر ہدایات دی تھیں کہ اس کے آرام اور علاج میں کوئی کمی نہ کی جائے۔ چنانچہ اس نے اس بلا سے نجات پائی اور مخلص احمدی بنا۔"

(ایضاً۔ حصہ دوم صفحہ ۲۶۹)

۳۔ حضرت عرفانی صاحبؓ رقم فرماتے ہیں کہ حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحبؓ رئیس یادگیر نے عبدالکریم نامی ایک لڑکے کو تعلیم کے لئے قادیان بھیجا۔ دلوانے کُتے کے کاٹنے کی وجہ سے انہیں بمقام کسولی علاج کے لئے بھیجا گیا۔ اور شفایاب ہو کر قادیان آنے پر یکایک بیماری عود کر آئی۔ اور جنون کے آثار ظاہر ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دل اس غریب الوطن پر پگھل گیا اور حضور کو دُعا کے لئے رقت پیدا ہوئی۔ اور بورڈنگ سے نکال کر ایک علیحدہ مکان میں رکھا۔ کسولی سے بذریعہ تار معلوم کرنے پر جواب ملا کہ اب کوئی علاج نہیں۔ مگر حضور نے اس غریب اور بے وطن لڑکے کے لئے اس قدر توجہ فرمائی کہ حیرت ہوتی تھی۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد حضور اس کی خبر منگواتے اور اپنے ہاتھ سے دوا تیار کرکے اس کے لئے بھجواتے تھے۔ آپؑ اس قدر بیقرار تھے کہ کوئی اپنے عزیز کے لئے بھی نہیں ہو سکتا جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بچا لیا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"اس غریب اور بے وطن لڑکے کے لئے میرا دل .... سخت درد اور بیقراری میں مبتلا ہُوا۔ اور خارق عادت توجہ پیدا ہوئی۔" (ایضاً۔ حصہ دوم صفحہ ۲۷۲)

۴۔ حضرت بابو شاہدین صاحب سٹیشن ماسٹر پہلے شراب نوشی کے عادی تھے۔ حضور سے تعلق ہونے پر ایسے نیک ہوئے کہ راتوں کو اُٹھ کر عبادت کرنے لگے اور ولی اللہ بن گئے۔ وہ بیمار ہو کر قادیان آچکے تھے کہ حضور کو اپنے اہل بیت کی بیماری کی وجہ سے لاہور جانا پڑا۔ جہاں حضور کی وفات واقع ہوگئی۔ وفات سے تیرہ دن پہلے حضور نے قادیان اپنے سمدھی حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ کو لکھا کہ بابو شاہدین صاحب کی "خبرگیری سے آپ کو بہت ثواب ہوگا۔ میں بہت شرمندہ ہوں کہ اُن کے ایسے نازک وقت میں قادیان سے سخت مجبوری کے ساتھ مجھے آنا پڑا اور جس خدمت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے میں حریص تھا، وہ آپ کو ملا۔ اُمید ہے کہ آپ ہر روز خبر لیں گے اور دُعا بھی کرتے رہیں گے اور میں بھی دعا کرتا ہوں۔

اس سے پہلے حضور ڈاکٹر صاحبؓ کو تحریر فرما چکے تھے کہ "میری دلی خواہش ہے کہ آپ تکلیف اُٹھا کر ایک دفعہ اخویم بابو شاہدین صاحب کو دیکھ لیا کریں۔ اور مناسب (علاج) تجویز کریں۔ میں بھی ان کے لئے پانچوں وقت دُعا میں مشغول ہوں۔ وہ بڑے مخلص ہیں۔ ان کی طرف ضرور پوری توجہ کریں۔"

(ایضاً حصہ سوم صفحہ ۲۹۲)

۵۔ حضور کا ایک خادم پیرا نام پہاڑیا تھا، بالکل جاہل اور اُجڈ اور نیم وحشی تھا۔ بے وقوفی کی باتیں اس سے سرزد ہونا معمولی بات تھی۔ ہر قسم کے آداب اور انسانیت کے معمولی لوازم سے بھی وہ ناواقف تھا۔

اسے حضور نے کبھی جھڑکا تک نہیں۔ وہ طاعون سے بیمار ہُوا تو الگ ایک کیمپ میں رکھوایا۔ اور ایک شخص کو خاص طور پر تیمارداری اور علاج کے انتظام کے لئے مقرر کیا۔ اور قیمتی عرق کیوڑہ کی بوتلیں دیں۔ اور چند ہدایات دیں جن میں سے ایک یہ تھی کہ اس کی گلٹی پر جونکیں لگوا دیں۔ اور اس کے علاج میں کسی خرچ کا مضائقہ نہ کریں۔ اور حضور بار بار اس کی خیریت کی خبر دریافت کرتے تھے۔ اس شخص نے جونکوں والے کو تلاش کیا مگر وہ جونکیں مہیا نہ کر سکا۔ تو اس شخص نے خیال کیا کہ دوسرے وقت انتظام ہو جائے گا۔ مگر نہ ہُوا اور پیرا فوت ہوگیا۔ حضور کو جب یہ معلوم ہُوا کہ وہ صاحب جونکیں نہیں لگوا سکے اور قادیان کے باہر سے جونکیں منگوانے میں انہوں نے غفلت کی ہے تو حضور کا چہرہ ناراضگی سے سُرخ ہوگیا کہ اگر یہاں سے نہیں ملی تھیں تو کیوں نہ بٹالہ یا کسی دوسری جگہ سے منگوالی گئیں خواہ کچھ بھی خرچ ہو جاتا۔

(ایضاً۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۱۷۵، ۱۷۶)

۶۔ حضرت عرفانی صاحبؓ اپنا ذاتی واقعہ بیان کرتے ہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی والے مقدمہ میں پٹھانکوٹ میں تاریخ پیشی پر جانے پر رات کو درد معدہ کے حملہ سے میں یکایک سخت بیمار ہوگیا۔ اور پیشاب پاخانہ بھی بند ہوگیا حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی نازک طبع کے خیال سے میں ہائے تک منہ سے نہیں نکال سکتا تھا۔ اور درد ہر آن بڑھتا جاتا تھا۔ آخر نہایت تنگ ہو کر میں دوسرے کمرے میں حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے پہلو میں لیٹ گیا کہ وہ کروٹ بدلیں تو عرض کروں۔ انہوں نے کروٹ بدلی تو میرے منہ سے ہائے نکلنے پر اس سے پہلے کہ حضرت مولوی صاحب اُٹھتے، ساتھ کے کمرے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوراً اُٹھ کر تشریف لے آئے اور پوچھا کہ میاں یعقوب علی کیا ہُوا؟ یہ الفاظ محبت اور ہمدردی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ حضور کی آواز کے ساتھ ہی حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ اور دوسرے احباب اُٹھ بیٹھے۔ میں نے اپنی حالت کا اظہار کیا تو حضور نے چند گولیاں لا دیں جو مجھ کو کھلا دی گئیں۔ اور اس کے ساتھ ہی آپؑ نے نہایت اطمینان دلایا کہ گھبراؤ نہیں ابھی آرام آجائے گا۔ میں دُعا بھی کرتا ہوں۔ حضور کی اس توجہ کو دیکھ کر تمام احباب کو میرے ساتھ کمال ہمدردی پیدا ہوگئی۔ یہاں تک کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ جیسے نازک طبیعت

اور معذور بزرگ مجھ کو دبانے کے لئے بیٹھ گئے۔ تمام قافلہ قادیان کو روانہ ہونے والا تھا۔ جوں جوں وقت قریب آرہا تھا میری جان گھٹی جارہی تھی۔ مگر حضرت کی خاص توجہ تھی۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور یا تو مجھے ساتھ لے جائیں یا لاہور پہنچا دیں۔ مَیں درد سے ایسا بے قرار تھا اور میری حالت ایسی نازک معلوم ہوتی تھی گویا موت اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ آپؑ میری گھبراہٹ پر بار بار تسلّی دیتے اور فرماتے کہ نہیں۔ مَیں سب انتظام کر کے جاؤں گا اور تم کو آرام آجائے گا۔ اور اگر کہو گے تو مَیں آج نہیں جاؤں گا۔

مَیں آپؑ کی اس شفقت و عنایت کو دیکھتا اور شرمندہ ہوتا تھا۔ آخر قرار پایا کہ حضرت حکیم فضل الدین صاحبؓ اور ایک اور دوست کو میرے پاس چھوڑا جائے۔ اور باقی قافلہ قادیان کو روانہ ہو جائے۔ روانگی کے وقت تک مجھ کو کچھ آرام ہو چلا تھا۔ آپؑ نے حکیم صاحبؓ کو خاص طور پر تاکید کی کہ مجھے کوئی تکلیف نہ ہو اور ایک خاص رقم ان کو دی تا دقت نہ ہو۔ اور جب آرام ہو جائے تو قادیان لے کر آجائیں۔ واپس آکر مجھے دو دن تکلیف اور ضعف رہا۔ اور حضرت اقدس برابر دریافت فرماتے رہے اور ہر طرح تسلّی دلاتے رہے۔

حضور کا یہ سلوک میری کسی قابلیت کی وجہ سے نہیں تھا۔ بلکہ محض اس ہمدردی کا نتیجہ تھا جو آپؑ کو ہر شخص سے تھی۔ ہر بیمار کے لئے آپؑ کے دل میں ایسا ہی جوش، ہمدردی اور محبت اور شفقت کا تھا۔

(ایضاً۔ حصہ دوم۔ صفحہ ۱۷۲ تا ۱۷۵)

۷ و ۸ ـ حضرت مولوی محمد دین صاحب نے کوئی پچاس سال پہلے امریکہ میں دوسرے مبلّغ کے طور پر کام کیا۔ جماعت احمدیہ کے ایک انگریزی رسالہ کے ایڈیٹر اور مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر اور ناظر بھی رہے ہیں۔ اس وقت آپ بچانوے سال کی عمر میں اچھے ہوش و حواس کے ساتھ ربوہ میں صدر انجمن احمدیہ کے صدر کے طور پر خدمت دین کی توفیق پا رہے ہیں۔

آپ بیان کرتے ہیں:-

• انٹرنس پاس کرنے کے بعد ۱۹۰۱ء میں ایک ناسور کی وجہ سے مَیں سخت بیمار ہو گیا ایک سال سے زائد عرصہ تک ڈاکٹروں اور حکیموں کے علاج سے مجھے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ حضرت منشی تاج الدین صاحبؓ نے قادیان آنے کا مشورہ دیا اور خود مجھے لاہور سٹیشن پر آکر گاڑی میں سوار کر گئے۔ مَیں نے قادیان میں پہلی بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا۔ میری طبیعت نے فیصلہ کر لیا کہ یہ منہ تو جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔ حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ (جیسے طبیب) نے میری بیماری کا حال سُن کر اور ناسور دیکھ کر حیرانگی کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ اس کا رُخ دل کی طرف ہو گیا ہے اور اس کے لئے دوا کی نسبت دُعا کی ضرورت زیادہ ہے۔ مَیں خود حضور سے ملاقات کراؤں گا۔ اور تمہارے متعلق دُعا کے لئے عرض کروں گا۔ چنانچہ مَیں مسجد مبارک کے دریچہ کے پاس بیٹھ گیا جہاں سے حضور مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لاتے تھے۔ حضرت مولوی صاحب بڑھے اور مجھے پکڑ کر حضرت صاحب کے سامنے کر دیا۔ میری مرض کے متعلق صرف اتنا کہا کہ بہت خطرناک ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ ہمدردی سے بھرا ہوا تھا۔ اور مجھ سے دریافت کیا کہ "یہ تکلیف آپ کو کب سے ہے"؟

مَیں تیرہ ماہ سے اس دُکھ میں مبتلا تھا لوگ آرام کی نیند سوتے تھے لیکن مجھے درد چین نہیں لینے دیتی تھی۔ مَیں نے بیسیوں راتیں رو کر اور ٹہل کر کاٹی تھیں۔ بمشکل تو دیکھ چکا تھا۔ اتنے بڑے انسان کا محبت آمیز اور کمال ہمدردانہ لہجہ میں "آپ" کے لفظ کے ساتھ مجھ ناچیز لڑکے کو پکارنا جس کے کپڑے محض میلے کچیلے اور پرانے پھٹی ہوئی طرز کے تھے۔ اور خود چھوٹے درجہ اور چھوٹی قوم کا آدمی تھا۔ میرے منہ سے کوئی لفظ نہ نکلا۔ البتہ ان ہمدردانہ اور محبت آمیز کلمات سے میرے آنسو جاری ہو گئے۔ حضورؑ نے یہ حال دیکھ کر سوال نہ دُہرایا۔ مجھے کہا ہم تمہارے لئے دُعا کروں گا۔ فکر مت کرو۔ انشاء اللہ اچھے ہو جاؤ گے۔ مجھے اس وقت اطمینان ہو گیا کہ مَیں اب اچھا ہو جاؤں گا

حضرت مولوی صاحبؓ نے ایک دوا تجویز کی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں مجھے افاقہ ہو گیا اور ایک مہینہ میں مَیں اچھا ہو گیا۔ یہ پہلا واقعہ ہے کہ مجھے حضرت سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اور میری خوش قسمتی مجھے بیمار کر کے قادیان لے آئی۔ چنانچہ مَیں نے وطن کو خیرباد کہہ کر قادیان کی رہائش اختیار کر لی۔ پھر قادیان میں طاعون ہوئی اور ہندوؤں اور دیگر مسلمانوں میں بیس پچیس آدمی روزانہ مرے مجھے بھی طاعون ہو گئی۔

حضرت عرفانی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی تیمار داری کا ایسا انتظام فرمایا جو حقیقۃً مولوی محمد دین صاحب کے والدین اور اقارب بھی نہ کر سکتے تھے۔ حضور نے ان کے لئے ایک خیمہ کھلی ہوا میں لگوا کر الگ رکھا۔ اور (ایک بزرگ حضرت) شیخ عبد الرحیم صاحبؓ نومسلم کو خصوصیت کے ساتھ ان کی تیمارداری کے لئے مقرر فرمایا۔ جنہوں نے حضور کے حکم کی تعمیل و اطاعت کا وہ نمونہ دکھایا کہ باوجو [illegible] طاعونی حملے کی اس شدت میں رشتہ دار اور والدین تک طاعونی مریضوں سے بھاگنے لگے تھے، اپنے ایک بھائی کی خبرگیری میں حضرت بھائی جی نے کمال قربانی دکھائی۔

حضرت مولوی محمد دین صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ حضور نے میرے لئے دُعا کی اور دوا بھی خود ہی تجویز فرمائی۔ حضور کمال مہربانی سے اپنے ہاتھوں روزانہ دوائی تیار کر کے بھیجتے اور دو تین وقت روزانہ میری خبر منگواتے یہ کمال شفقت میرے جیسے گمنام شخص کے لئے تھی۔ جسے کوئی لیاقت اور وجاہت نہ تھی اور ایک ادنیٰ شخص تھا۔ مجھے یہ محبت و شفقت اپنے گھر میں تلاش کرنے سے بھی نہ ملی تھی اسی لئے مَیں گرویدۂ احسان ہو گیا۔

(سیرۃ مسیح موعودؑ حصہ دوم صفحہ ۱۶۸ تا ۱۷۲)

۵۔ غیر مسلموں سے تعلقات

آپؑ کے تعلقات غیر مسلموں سے بہت رواداری اور محبت کے تھے۔ چنانچہ قادیان کے آریوں میں سے لالہ شرمپت رائے صاحب اور لالہ ملاوامل صاحب کے ساتھ تعلقات تھے اور مذہبی مخالفت کی وجہ سے کبھی ناراض نہ ہوتے تھے اور نہ تعلقات میں کمی آنے دی تھی۔ اُن کی آمد و رفت ہمیشہ جاری رہتی تھی اور جو خصوصیت ان کو حاصل تھی ہمیشہ حاصل رہی کہ جس وقت چاہتے آکر آپ سے ملاقات کرتے اور اپنی ضرورتوں کا اظہار کرتے۔ لالہ ملاوامل صاحب کو حضور اپنی شادی پر اپنے ساتھ دہلی لے گئے تھے۔ لالہ جی عین جوانی میں ٹی۔بی سے بیمار ہو کر مایوسی تک پہنچ گئے۔ حضور کے پاس آکر روئے۔ حضور نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو بار بتایا گیا کہ وہ سلامت رہیں گے۔ (چنانچہ قریباً ایک سو چار سال کی عمر پا کر چند سال قبل وہ فوت ہوئے ہیں)

[براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۲۷۔۲۲۸ حاشیہ در حاشیہ ۱ و شحنۂ حق صفحہ ۴۳ وغیرہ]

لالہ بھیم سین صاحب سے ابتداء سے دوستی تھی۔ بعد میں حضور کو سیالکوٹ میں رہنے کا موقع ملا تو لالہ جی بھی وہیں تھے۔ آپ نے اپنے فرزند لالہ کنور سین صاحب کی قانونی خدمات حضور کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ لیکن حضور نے شکریہ کے ساتھ انکار کیا کیونکہ وکلاء کام کر رہے تھے۔ بعد میں لالہ کنور سین صاحب جموں میں جج رہے (اور سُنا ہے کہ بعد میں ایک لاء کالج کے پرنسپل ہو گئے تھے۔ اور چند سال ہوئے انہوں نے وفات پائی) لالہ بھیم سین صاحب حضور کی بے لوث زندگی اور مخلصانہ دوستی کے ہمیشہ مدّاح اور حضور کی خدا پرستی کے قائل تھے دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کی ضرورتوں اور رنج و راحت میں شریک رہتے تھے۔

[سیرت مسیح موعودؑ مؤلفہ حضرت عرفانی صاحبؓ۔ حصہ دوم صفحہ ۲۵۰ ـ ۲۵۱]

(باقی آئندہ)

بقیہ خطبہ جمعہ (صفحہ ۴)

اور اس کی رحمت ان کو اس طرح گھیر لے جس طرح نُور اس چیز کو چاروں طرف سے گھیر لیتا ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ کرے کہ وہ نُور کے ہالہ کے اندر آجائے جس طرح سمندر کی تہ پانی سے بھری ہوئی ہے اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت انسان کو ڈھانپ لے اور اس کی نصرت اُسے مل جائے۔ اور وہ اس کی حفاظت میں آجائے۔ تو نہ کوئی چیز اسے مضرت پہنچا سکتی ہے اور نہ کوئی چیز دُکھ دے سکتی ہے۔ نہ کوئی مخلوق اس کو دُکھ دے سکتی ہے۔ صرف اس صورت میں انسان اس کی بنائی ہوئی اشیاء سے اور اس کی مخلوقات سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ اور آرام پا سکتا ہے۔ اور صرف اس صورت میں اس کی ربوبیت کامل اور مکمل طور پر اسے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور وہ، وہ بن سکتا ہے جو خدا اُسے بنانا چاہتا ہے یا جس کی استعداد اللہ تعالیٰ نے اُسے دی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس دُعا کے صحیح مفہوم کے سمجھنے اور اسے التزام کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا کرے اور خدا کرے کہ

اس دُعا کے پڑھنے کے بعد

وہ نتیجہ نکلے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہے کہ خلوص نیت کے ساتھ اس دُعا کو پڑھنے والے کے حق میں نکلتا ہے۔ یعنی ہر آفت سماوی اور ارضی سے محفوظ ہو جائیں اور شیطان کے سب حملے جو ہم پر کئے جائیں وہ ناکام ہو جائیں اور انسان بھی ہمارے فائدہ کے لئے کام کرنے والے ہوں اور دوسری مخلوق بھی ہمارے فائدہ کے لئے مسخر نظر آئے۔ اللّٰھم آمین۔

ہر زمانہ میں ظاہر ہونیوالا عظیم الشان نشانِ الٰہی حج بیت اللہ

مکرم میاں عبدالحی صاحب سابق مبلغ انڈونیشیا حال مقیم کراچی

یوں تو اس وسیع عالم کی ہر شئے اللہ تعالیٰ کی ہستی اور قدرت کا ثبوت پیش کرتی ہے اور دنیا کا ہر ذرہ وجود باری تعالےٰ کا روشن نشان ہے لیکن بعض آیات اور نشانات اللہ تعالےٰ کے خاص منشا اور تصرّف کے ماتحت ظاہر ہوتے ہیں جنہیں آیات بیّنات اور عام اصطلاح میں معجزات کہتے ہیں پھر یہ معجزات کئی اقسام میں منقسم ہیں ان میں سے بعض وہ ہیں جو ایک خاص وقت میں ظاہر ہو کر اللہ تعالےٰ کی ہستی کا ثبوت بن جاتے ہیں اور بعض ایسے معجزات ہیں جو ہر آن خدا تعالےٰ کی قدرت اور اس کے علم کامل کا ثبوت مہیا کرتے رہتے ہیں۔ پہلی قسم کے معجزہ کے جنگ بدر کو بطور مثال کے پیش کیا جا سکتا ہے۔ وہ ایک عظیم نشان تھا اور معجزات میں سے ایک غیر معمولی معجزہ تھا لیکن وہ ایک محدود وقت میں ظاہر ہوا گو اس کے نتیجہ میں نہ صرف اسلام کی تاریخ بدل گئی بلکہ ساری دنیا کی تاریخ میں ایک انقلاب بپا ہوا اگر بدر کی جنگ میں ۳۱۳ نہتے بے کس اور کمزور مسلمان تلوار کی نظر ہو جاتے تو نہ دُنیا میں اسلام رہتا نہ پرانے علوم زندہ کیئے جاتے نہ ہی مزید علمی ترقیات کے راستے کھلتے نہ ہی یوروپین اقوام خواب غفلت سے بیدار ہو کر اور مسلمانوں کی علمی ترقیوں کو بنیاد بنا کر مزید ترقیات کا راستہ ہموار کرتیں اور نہ موجودہ زمانہ کی عظیم ایجادات اور علمی وصنعتی ترقیات انسان کی آنکھوں کو چکاچوند کرتیں۔

غرض بدر کا واقعہ انسانی تاریخ کے اہم ترین واقعات میں سے ہے تاریخ انسانی کا زبردست موڑ ہے۔ اس واقعہ کے نتیجہ میں دنیا کی تاریخ ایک نئے راستہ پر پڑ گئی وہ سچ مچ یوم الفرقان تھا۔ اس کی اہمیت کا اندازہ لگانا ناممکن ہے لیکن جہاں تک واقعہ کا تعلق ہے وہ ایک دن کی چند گھڑیوں میں ظاہر ہوا۔

دوسری قسم کے معجزات میں سے سب سے شاندار اور سب سے زیادہ عالمگیر معجزہ قرآن کریم کا بے مثل ہونا ہے یہ نشان ہر وقت ظاہر ہو رہا ہے۔ قرآن کریم کا بے مثل ہونے کا چیلنج ہر آن ایک زندہ اور دائمی نشان کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ بلکہ اسکی شان زمانہ گذرنے سے اور زیادہ بڑھتی جا رہی ہے۔ آج جب دنیا نے محیر العقول ترقی کر لی ہے وہ قرآن کریم کے مقابلہ میں ایک چھوٹی سی سورت تو کیا، ایک آیت بھی پیش نہیں کر سکی۔ پس یہ ایک بہت بڑا نشان ہے، ایک عظیم معجزہ ہے ایک آیت بیّنہ ہے۔ فرقان ہے۔ حق اور باطل میں فرق کرنے والا وہ نشان ہے جو ہر لمحہ ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ ایک علمی نشان بھی ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ نشان تمام دوسرے نشانوں سے بڑھا ہوا ہے۔ کیونکہ انسان کا اصل مقصود علمی اور روحانی ترقی ہی ہے، اور قرآن کریم کا معجزہ ایک علمی اور روحانی معجزہ ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان کے ایمان کی تکمیل کے لئے مادی اور ظاہری نشانات بھی ضروری ہیں اور وہ خدا جس نے روحانی اور مادی دونوں ہی عالم بنائے ہیں وہ اپنی مخلوق کو مادی اور جسمانی نشانات سے محروم نہیں رکھتا پھر جس طرح روحانی اور علمی نشانات میں سے بعض ایسے ہیں جو ایک خاص وقت میں ظاہر ہوتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو ہر آن اور ہر زمانہ میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح مادی اور جسمانی نشانات میں سے بعض وہ ہیں جو اپنے اندر تسلسل رکھتے ہیں اور ہر آن ظاہر ہو کر خدا تعالیٰ کی ہستی اور قدرت کا واضح اور بین ثبوت مہیا کرتے رہتے ہیں۔ ذیل میں اس سلسلہ میں ایک عظیم نشان پیش کیا جاتا ہے۔

آج سے تقریبًا چار ہزار برس قبل ایک بے آباد اور غیر ذی زرع وادی میں ایک چھوٹا سا ڈرامہ کھیلا گیا۔ اس ڈرامہ کے ارکان بھی صرف تین تھے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السّلام۔ حضرت ہاجرہ علیہا السّلام اور حضرت اسماعیل علیہ السّلام۔ اس ڈرامہ کو دیکھنے والا بھی بظاہر کوئی نہ تھا۔ ہاں خود خدا تعالےٰ اور اس کے فرشتے اس ڈرامہ کا منظر دیکھ رہے تھے۔ درحقیقت خود خدا تعالےٰ ہی اس ڈرامہ کے پلاٹ کو ترتیب دینے والا تھا یہ ڈرامہ کھیلا گیا لیکن بظاہر یہ بھی ہزاروں بلکہ لاکھوں واقعات میں سے ایک واقعہ تھا اور ہو سکتا تھا کہ اس واقعہ کا جاننے والا کوئی نہ ہوتا یا ایک محدود طبقہ کے لوگ اس کو جاننے والے ہوتے اور کچھ عرصہ کے بعد اس کا کوئی ذکر نہ ملتا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے یہ ڈرامہ اس لئے نہیں کروایا تھا۔ کہ لوگ اس کو بھول جاتے بلکہ وہ اس چھوٹے سے ڈرامہ کو ابد الآباد تک زندگی دینا چاہتا تھا آئیے ہم خدا تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب میں اس ڈرامہ کا ذکر پڑھیں اللہ تعالےٰ نے اس حسین واقعہ کو یا اس کے کئی حصّوں کو صرف ایک بار نہیں بلکہ متعدد بار مختلف جگہوں اور مختلف پیرایوں میں بیان کیا۔

ہماری قوت متخیلہ چار ہزار سال قبل ایک فانی فی اللہ ہستی کو بڑے درد اور الحاح سے اللہ تعالےٰ کے حضور یہ مناجات کرتے سنتی ہے۔

رَبَّنَا إِنِّیْ أَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ۔ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْ إِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ۔

(ابراہیم ۳۸)

اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو تیرے معزز گھر کے پاس ایک ایسی وادی میں جس میں کوئی کھیتی نہیں ہوتی لا بسایا ہے۔ اے میرے رب! میں نے ایسا اس لئے کیا ہے تا وہ عمدگی سے نماز ادا کریں پس تو لوگوں کے دل ان کی طرف جھکا دے اور انہیں مختلف پھلوں سے رزق دیتا رہ تاکہ وہ ہمیشہ تیرا شکر کرتے رہیں۔

اللہ تعالےٰ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی اس عظیم الشان قربانی کو اور آپ کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے فرماتا ہے۔

وَأَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَأْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّأْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔

(الحج ۲۸)

تمام لوگوں میں اعلان کر دے کہ وہ حج کی نیت سے تیرے پاس آیا کریں۔ پیدل بھی اور ہر ایسی سواری پر بھی جو لمبے سفر کی وجہ سے دُبلی ہو گئی ہو (ایسی سواریاں) دور دور سے گہرے راستوں پر سے ہوتی ہوئی آئیں گی۔

اس حکم الٰہی کے نتیجہ میں حج کا فریضہ پھر سے شروع ہو گیا۔ لیکن ایک لمبے عرصہ تک بیت اللہ صرف عربوں کا قومی اور روحانی مرکز ہی رہا۔ گو اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ایک عرصہ تک بنی اسرائیل کے بعض انبیاء بھی حج بیت اللہ کا فریضہ بجا لاتے رہے مکرم شیخ عبد القادر صاحب لائل پوری نے انبیاء بنی اسرائیل کے حج بیت اللہ کے بارہ میں نہایت اعلیٰ پایہ کے مضامین لکھے تھے لیکن بہرحال بحیثیت مجموعی یہ صرف عربوں ہی کا روحانی مرکز تھا اور اسلام سے قبل اسے بین الاقوامی حیثیت حاصل نہیں ہوئی تھی بلکہ ایک عرصہ کے بعد خود مکّہ کے رہنے والوں نے ہی اس میں بُت نصب کر کے حج کی اصل غرض کو یکسر نظر انداز کر دیا تھا۔

اس عرصہ میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی نسل کا دوسرا حصّہ (بنی اسرائیل) خدا کی روحانی اور مادی نعمتوں کا وارث بنتا رہا۔ انہوں نے دنیوی اقبال سے بھی حصہ لیا اور ان کے پاس پے در پے خدا تعالیٰ کے انبیاء بھی آئے بنی اسماعیل مادی ترقیات سے تو محروم تھے ہی انہوں نے اپنے روحانی ورثہ کی بھی ناقدری کر کے بظاہر اپنی تباہی اور موت پر دستخط کر دئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام سے بنی اسمٰعیل کے لئے جو وعدے کئے تھے وہ پورے ہونے والے نہ تھے۔ اڑھائی ہزار سال کا طویل عرصہ گذر گیا نسلوں پر نسلیں انتظار کرتے ہوئے گذر گئیں۔ لیکن بظاہر وہ وعدے پورے نہ ہوئے اور آخر میں خود مکّہ کے مکینوں نے جو تھوڑی بہت شمع امید تھی اُسے بھی گُل کر دیا۔

تب ناگہاں غیب سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا۔ بنی اسماعیل کی رفعتوں کی گھڑی آن پہنچی وہ جسے معماروں نے رد کر دیا تھا اس کے "کونے کا پتھر" بننے کی ساعت آگئی۔ جس غرض کے لئے اللہ تعالےٰ نے افلاک کو پیدا کیا تھا اس کے پورا ہونے کا وقت آگیا اور حضرت آمنہ کے لال محمد عربی مکی و مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو ایک آخری اور کامل شریعت

کے دینے کا اعلان کر دیا گیا اور ساتھ ہی روحانی یونین اور کے آخری مرکز کا بھی اعلان کر دیا گیا۔ وہ دیر سے آیا۔ دو اڑھائی ہزار سال کے طویل انتظار کے بعد آیا۔ وہ ایک اُمّی قوم میں سے اُٹھا وہ خود بھی اُمّی تھا وہ بے سروسامانی کی حالت میں آگے بڑھا وہ خود آگے نہیں بڑھا بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پیدا کرنے والے خدا نے اسے غارِ حراء کی تاریکی میں دنیا کو منور کرنے کے لئے آگے بڑھنے کا حکم دیا جس طرح ماں پیار سے اپنے بچے کا ہاتھ پکڑتی ہے اسی طرح اس کے خالق نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے سب سے آگے لا کھڑا کیا۔ اس نے اسے ایک طرف آخری اور مکمل شریعت عطا کی اور دوسری طرف یہ اعلان کیا کہ یہ کعبہ یہ بیت اللہ اب ساری دنیا کا روحانی مرکز ہو گا۔ اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ اعلان کروا یا کہ

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ
الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ
الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ
ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔
(المائدہ)

اللہ نے کعبہ یعنی محفوظ گھر (کو) لوگوں کی دائمی ترقی کا ذریعہ بنایا ہے اور (نیز) حرمت والے مہینے اور قربانی (کو) اور جن (جانوروں) کے گلے میں پٹہ ڈالا گیا ہو (ان کو بھی) یہ اس لئے (کیا) ہے کہ تم جان لو کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ سب کو جانتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واشگاف الفاظ میں یہ اعلان کیا ہے کہ آئندہ سے کعبۃ اللہ کو لوگوں کی دائمی ترقی کا ذریعہ بنایا گیا ہے اور یہ وعدہ پورا ہو گا اور ہر زمانہ میں پورا ہوتا رہے گا اور اس کا پورا ہونا یہ امر ثابت کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کو زمین و آسمان کا اور ہر چیز کا علم ہے اسے علم ہے گذشتہ زمانہ کا۔ اسے علم ہے موجودہ زمانہ کا۔ اور اسے علم ہے آئندہ زمانہ کا اور کوئی بات بھی اس کے احاطۂ علم سے باہر نہیں۔ اس بات کا اعلان صرف وہی ہستی کر سکتی ہے جو قادرِ مطلق ہو اور جس کا علم ہر چیز پر حاوی ہو۔ دنیا کا بڑے سے بڑا انسان بھی ایسا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

پھر یہ دعویٰ ایسے حالات میں کیا گیا تھا جبکہ یہ ... اور بیکس مسلمان موت اور زندگی کی کشمکش میں مبتلا تھے اس زمانہ میں یہ اعلان بظاہر ایک پاگل کی بڑ سے زیادہ اہمیت نہ رکھتا تھا۔ وہ مسلمان جنہیں اپنے وطن میں ہی چین کی زندگی میسر نہ تھی۔ وہ یہ دعوے کر رہے تھے کہ کعبہ کے ذریعہ ساری دنیا کی ظاہری و باطنی زندگی کا سامان کیا جائے گا۔ پھر یہ سامان صرف ایک زمانہ کے لئے نہیں ہو گا۔ یہ سامان ہر زمانہ کے لئے ہو گا۔ کعبہ دنیا کا روحانی مرکز ہو گا اور ہر زمانہ میں لوگ یہاں حج کے لئے آتے رہیں گے ہر زمانہ میں یہاں حج کے موقع پر قربانیاں کی جائیں گی اور جانوروں کے گلے میں جو پٹے ہیں۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کے اس وعدہ کی یاد دلاتے رہیں گے کس قدر عظیم اعلان تھا اور بظاہر کس قدر ناممکن العمل لیکن جس شان سے یہ وعدہ پورا ہوا۔ ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا وہ دنیا کی آنکھیں کھولنے کے لئے ایک واضح اور مبرہن نشان ہے۔

اس اعلان کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ترقی کے راستے کھول دیئے اور تھوڑے ہی عرصہ بعد سارا عرب ایک ہاتھ پر جمع ہو گیا۔ لیکن عین اس حالت میں دنیا کا سب سے بڑا انسان اس دنیا سے رخصت ہو گیا اور امت مسلمہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ منتخب کر لیا۔ اس وقت بظاہر ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ جن سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اب اسلام چند روز کا مہمان ہے اور اس ننھے سے پودے پر ایسی بادِ صرصر چلی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ چند دنوں کے اندر اندر یہ پودا زمین سے اُکھڑ جائیگا ایک طرف اسے روم کی عظیم الشان سلطنت سے خطرہ تھا۔ دوسری طرف جھوٹے مدعیانِ نبوت کھڑے ہو گئے اور تیسری طرف ان باغیوں کی طرف سے اندرونی طور پر فتنہ پیدا ہو گیا تھا جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ سایہ تربیت کا موقعہ نہیں ملا تھا اور حضور کے رخصت ہوتے ہی انہوں نے بغاوت اختیار کر لی دنیا کی تاریخ میں کوئی دنیوی لیڈر ایسے حالات پر قابو پانے میں کامیاب نہیں ہوا۔ دوسری جنگِ عظیم میں اتحادیوں کے حملہ کے وقت جرمن قوم کی جو حالت تھی اس سے کہیں زیادہ نازک حالت اس شجرۂ اسلام کی تھی۔ نپولین کی واٹر لو کی شکست کے بعد جو فرانس کی حالت تھی یا جو نپولین کی حامی فوج کی حالت تھی اس سے زیادہ نازک حالت حضرت ابوبکرؓ کے ابتدائی ایام میں اسلام کی تھی حضرت ابوبکرؓ اگر محض سیاسی اور دنیوی لیڈر ہوتے تو اس وقت یقیناً ناکام ہو جاتے لیکن نہیں آپ ناکام نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ خدائے بزرگ و برتر نے پہلے سے یہ اعلان کر رکھا تھا جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ الخ پھر حضرت ابوبکرؓ اس لئے بھی ناکام نہیں ہو سکتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اور وعدوں کے علاوہ قرآن کریم میں یہ وعدہ بھی کیا ہوا تھا کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ ۔ الخ

قصہ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکرؓ کے ذریعہ اپنی قدرت کا دوسرا ہاتھ دکھایا اور نہ صرف خطۂ عرب میں ہی اسلام کو استحکام نصیب ہوا۔ بلکہ اس وقت کی دو بڑی طاقتیں بھی اس کے مقابل پر آ کر شکست فاش کھا گئیں کسریٰ ایران کی حکومت تو ہمیشہ ہمیش کے لئے مٹ گئی اور قیصر کو بھی ایسی شکست کھانی پڑی کہ گو اسکے بعد بنیز نطین حکومت صدیوں قائم رہی۔ لیکن اسے اس زمانہ جیسی شان نصیب نہ ہوئی اور پندرھویں صدی میں اس سلطنت کے آثار باقیہ بھی مٹ گئے۔

آج تک دنیا کے تاریخ دان حیران ہیں کہ وہ کیا چیز تھی جس نے عرب کے ان ناکندہ تراش بدوؤں کو اس وقت کی معلوم دنیا کا حاکم بنا دیا اور صرف حاکم ہی نہیں بنا دیا بلکہ انہیں اُمّی ہونے کے باوجود تاریخ ساز علمی کارہائے نمایاں بجا لانے کی توفیق دی۔ یہ تاریخ دان بیسیوں مفروضے بناتے ہیں لیکن ایک سیدھی سادھی بات ان کی نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے یا وہ اس بات کو اپنے بغض اور حسد کی وجہ سے وقعت دینا نہیں چاہتے اور وہ سیدھی سادی بات یہی ہے کہ خلاقِ عالم نے یہ اعلان کیا تھا کہ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ الخ اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بڑی شان سے پورا ہوا۔ اس عرصہ میں دنیا میں بڑی بڑی زبردست قومیں اٹھیں اور کچھ عرصہ کے بعد زوال پذیر ہو گئیں۔ بڑے بڑے شہر شہرت کے آسمان پر چمکے لیکن کچھ عرصہ تک دنیا کی توجہ کا مرکز بنے رہنے کے بعد ان کی عظمت داستانِ پارینہ بن گئی یا زلزلہ اور دوسری آفات کا شکار ہو کر دنیا سے معدوم ہو گئے بیشک مسلمانوں پر بھی ادبار کی گھڑیاں آئیں اور مسلمانوں کے قائم کردہ مراکز بھی قانونِ قدرت کے ماتحت ایک عرصہ کے بعد اپنی وقعت کو کھو بیٹھے۔ مثلاً بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ قرطبہ انگریزوں کے قبضہ میں آ گیا یروشلم کا شہر قریباً ایک صدی تک عیسائیوں کے قبضہ میں رہا۔ تیرھویں صدی کے آخر میں تو ساری دنیا میں ہی اسلام پر ضعف آ گیا۔ مسلمانوں کی حکومتیں لٹ گئیں اور غیر اقوام ان پر غالب آ گئیں ان کی علمی اور روحانی ترقی بھی رک گئی۔ لیکن خدا کا بنایا ہوا دنیا کا روحانی اور دینی مرکز مکہ دنیا کا دینی اور روحانی مرکز بنا رہا۔

اللہ تعالیٰ نے اس مرکز کے لئے کسی خوبصورت اور شاندار شہر کو نہیں چنا۔ اس نے ایک بے آب و گیاہ جگہ کو چنا جس میں ظاہری لحاظ سے کوئی دلکشی نہ تھی اور اس سے اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا تھا کہ باوجود ظاہری طور پر کسی خوبی کے نہ ہونے کے میں جس جگہ کو بھی روحانی مرکز بناؤں گا وہ دنیا کا مرکز بنی رہے گی اور اس عرصہ میں بھی وہ مرکز بنی رہے گی جب اس سے عقیدت رکھنے والے لوگوں کی شان و شوکت مٹ جائیگی۔

یہ بڑی عجیب بات ہے کہ بنی اسرائیل کی مماثلت میں مسلمانوں پر بھی ادبار کے دور آئے لیکن ان کے برعکس مسلمانوں کا دینی اور روحانی مرکز ہر حالت میں ان کے قبضہ میں رہا۔ کسی غیر قوم کے قبضہ میں نہیں گیا۔

بعض مخالفین اسلام کا یہ خیال غلط ہے کہ عرب کا علاقہ بنجر اور بے آب و گیاہ ہونے کی وجہ سے غیر قوموں کی توجہ کا مرکز نہ بنا۔ کیونکہ اسلام سے قبل قریب ترین زمانہ میں ابرہہ نے اس مرکز کو برباد کرنے کی ناکام کوشش کی۔ اس وقت مکہ کو بچانے والی کوئی دنیوی طاقت نہیں تھی۔ خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر ہی اسے بچایا اور محفوظ رکھا۔ پھر اسلام کے بعد تو دشمن ممالک کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ کسی طرح اسلام کے روحانی مرکز کو تباہ و برباد کر دیا جائے یا اسے اپنے قبضہ میں لے لیا جائے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ صرف مسلمان ہی وہ قوم ہیں جن کا ایک عالمی مرکز ہے۔ ہر سال ان کی ایک بڑی تعداد دنیا کے مختلف حصوں سے یہاں حج کے لئے جمع ہوتی ہے اور کوئی مذہبی یا سیاسی اختلاف انہیں اس سے باز نہیں رکھتا۔ یہ ... دنیا کی آنکھوں میں

(باقی ملاحظہ کیجئے صفحہ ...)

منقولات

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کی فلمبندی کے دل آزار منصوبہ کی تکمیل

لیبیا کے صدر مقام طرابلس سے ایک ہزار ایک سو کلومیٹر دور ایک چھوٹے سے قصبہ مسجا کے قریب فوجی گراؤنڈ پر ہر روز صبح سات بجے علاوہ لیبیائی افواج کے بعض دوسرے افراد بھی مشقیں کرتے نظر آتے ہیں۔ ایک جانب زیتونی رنگ کے یونیفارم میں ملبوس لیبیائی افواج کے باقاعدہ سپاہی ڈرل کرتے ہیں تو دوسری جانب سیاہ اور سفید کرتوں میں ملبوس سروں پر سرخ پگڑیاں باندھے ہاتھوں میں تلوار اور ڈھالیں اور نیزے لئے دوسرے قسم کے فوجی ان کی پشت پر سینکڑوں ڈیکس گھوڑے اونٹ وغیرہ شامل ہیں جن کے ساتھ دنیا کے جدید ترین متحرک کیمرے عکس بندی میں مصروف ہیں۔ یہ تیاریاں دراصل تاریخ اسلام کی اُن عظیم ترین جنگوں کا ریہرسل میں جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس قبل مدینہ منورہ کے قریب بدر اور اُحد کے میدانوں میں لڑی گئی تھیں۔ دراصل انھیں اس متنازعہ فلم "MOHAMMED THE PROPHET OF GOD" — محمد رسول اللہؐ کے لئے فلمایا جا رہا ہے جس کے خلاف عالم اسلام اور خاص طور پر ہندوستان میں کچھ عرصہ قبل زبردست احتجاج کیا گیا تھا۔ اس فلم کی تیاری میں تعاون و اشتراک کرنے والے بعض عرب ممالک نے عالم اسلام کے احتجاج پر اپنے ملکوں میں اس کی شوٹنگ کے لئے جگہ مہیا کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا اس کے باوجود لیبیا، مراقش اور کویت کی حکومتوں کے اشتراک سے بننے والی یہ فلم اپنی تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جسے ایک ساتھ عربی اور انگریزی زبانوں میں فلمایا جا رہا ہے۔ اس بات کا قطعی امکان ہے کہ یہ فلم اس سال کے ختم تک سان فرانسیسکو (امریکہ) اور بیروت (لبنان) سے ایک ساتھ ریلیز کر دی جائے گی۔

عالم اسلام کے مسلسل احتجاج اور شیخ الازہر کی شدت سے مخالفت کے دوران بھی مصطفےٰ عقاد اس فلم کی منصوبہ سازی میں مصروف رہا۔ کئی بار اس نے فلم کے مسودے کو جامع ازہر بھی روانہ کیا۔ مسلسل بحث و مباحثہ کے بعد جامعہ ازہر سے بھی اس شرط پر نیم رضا مندی کا اظہار کر دیا گیا کہ فلم میں رسول اکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ مبارک کے متعلق کسی قسم کی بھی کوئی بات نہ ہو گی۔ لیکن اس بات کا کہیں ذکر نہیں ہے کہ معاملہ صرف شبیہ مبارک کی حد تک ہے یا پھر آواز بھی شامل ہے۔ ایسی فلم جس میں مرکزی کردار موجود ہو لیکن پردہ فلم پر آخر وقت تک پیش نہ کیا جائے۔

یہ فلم جو آٹھ کروڑ روپیہ کی لاگت سے تیار کی جا رہی ہے شروع میں مصطفےٰ عقاد کے لئے ناممکن سی نظر آ رہی تھی۔ سرمایہ کی فراہمی کے مقصد کے تحت اس نے کئی عرب ممالک کے دورے بھی کئے۔ بہت سے عرب ممالک نے سرمایہ فراہم کرنے اپنی رضا مندی کا اظہار بھی کیا۔ لیکن عالم اسلام کی زبردست مخالفت کے باعث بعض نے اپنے ہاتھ کھینچ لئے۔ اس کے باوجود لیبیا کویت اور مراقش کی حکومتوں نے اپنی جانب سے اس کی تکمیل کے لئے سرمایہ فراہم کر دیا جسے "عرب انٹرنیشنل پروڈکشن" کے نام سے فلمایا جا رہا ہے۔

دنیا بھر کے ٹی وی اسٹیج اور فلم کے مشہور اداکار اس میں حصہ لے رہے ہیں جن میں سے اہم ترین چوبیس کے قریب ہیں۔ انگریزی میں فلمایا جانے والا حصہ خالص غیر مسلم اور مغربی ممالک کے اداکاروں پر مشتمل ہے جن میں ہالی ووڈ کی فلموں کا مشہور ہیرو **انتھونی کوئن حضرت حمزہؓ کا رول ادا کر رہا ہے۔ مائکل جارج ابو سفیان کا، مائکل فارسٹ خالد بن ولیدؓ کا اور جونی میکا حضرت بلالؓ کا۔ عربی فلم کے لئے عربی اداکاروں کا انتخاب کیا گیا ہے جس میں خالد بن ولیدؓ کا رول مشہور عربی اداکار محمود سعید کر رہا ہے۔ اور حضرت بلالؓ کے رول کے لئے سنگال کے ایک مسلمان کو منتخب کیا گیا ہے**۔ عورتوں میں انگریزی اداکارہ ایرین پاپاس ہندہ کا رول ادا کر رہی ہے۔ جبکہ عربی کے حصے کے لئے یہ رول مونا واصف کو دیا گیا ہے۔ علاوہ انگریزی کے اس فلم کو دنیا کی اور بھی زبانوں میں ڈب کیا جائے گا۔ چنانچہ اس فلم کی تیاری میں دنیا کے ۲۸ ممالک کے نمائندے شریک ہیں۔ ایک سال قبل اس فلم کی شوٹنگ مراقش میں شروع کی گئی جہاں ۶۷ لاکھ روپے کے خرچ سے مصنوعی خانہ کعبہ تیار کیا گیا۔ اور اس جگہ اس منظر کو فلمایا گیا۔ جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد وہاں داخل ہوئے تھے۔ اس کے بعد مدینہ منورہ اور مسجد نبوی کے متعلق بھی کچھ مناظر فلمائے گئے۔ عقاد مراقش ہی میں مزید شوٹنگ جاری رکھنے کا پروگرام بنا رہا تھا کہ عالم اسلام میں اس فلم کے خلاف شدت سے احتجاج کیا جانے لگا۔ چنانچہ ردعمل کے طور پر حکومت مراقش نے مزید شوٹنگ کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا۔ عقاد نے دوسری جگہ کے انتخاب کی کوشش شروع کی تب اس دوران لیبیا کے کرنل قذافی نے باقیماندہ شوٹنگ اپنے ملک میں کرنے کی پیشکش کی مراقش سے دو سمندری جہازوں میں سامان لادے یہ قافلہ طرابلس کی بندرگاہ پر اترا جن کے قیام کا انتظام حکومت لیبیا نے طرابلس کے دو شاندار ہوٹلوں میں کرا دیا تھا۔

مصطفےٰ عقاد کے بیان کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو فلمانے کا مقصد یورپ اور امریکہ کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کرنا ہے۔ اس کا یہ بیان... حقیقت کے خلاف ہے۔

مصطفےٰ عقاد کا اپنی زیر تکمیل فلم کو دسمبر میں پیش کرنے کا مقصد بھی خالص تجارتی ہے۔ اسلام کی خدمت کرنے والے اس ڈائرکٹر کو ایوارڈ کی کیوں خواہش درپیش ہے تاکہ اس فلم کی اور اس کے نام کی زیادہ سے زیادہ پبلسٹی ہو۔ علاوہ عالم اسلام کے مسلمانوں کے، کروڑوں غیر مسلم بھی اس فلم کو دیکھیں۔ اور مصطفےٰ کا بنک بیلنس بھی ایک حد تک اتنا ہو جائے جتنا تیل پیدا کرنے والے بعض ممالک کے شیوخ کا ہے۔ اگر یہ فلم صرف مراقش تیونس یا بحرین کی حد سے اور ان ہی ممالک میں مغربیت المقدس سرایت کر گئی ہے کہ اس کا تصور کم از کم۔۔ ہندوستان میں رہنے والا ایک عام مسلمان نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کا لیبیا میں فلمایا جانا اور وہ بھی کرنل قذافی جیسے کٹر مسلمان کی خواہش پر بڑا ہی تکلیف دہ خیال ہے۔ قذافی کے تعلق سے یہ بات مشہور ہے کہ وہ اپنے آفس میں ہمیشہ قرآن مجید کا ایک نسخہ رکھتے ہیں۔ اور کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اس نسخہ سے ہدایت حاصل کرتے ہیں اس قسم کی شوٹنگ کی اجازت اور اس کے لئے سرمایہ فراہم کرنے سے قبل انھوں نے کہاں سے ہدایت حاصل کی ہو گی۔ کیونکہ قرآن مجید اس طرح کی حمایت کی قطعی اجازت نہیں دیتا۔ کرنل قذافی غالباً اس بات سے تو بخوبی واقف ہوں گے کہ عام مسلمان جب رسول اکرم کا نام لیتا ہے تو سننے والے آپ پر درود بھیجتے ہیں۔ اور یہ فلم جب نمائش کے لئے پیش کی جائے گی تو کسی مسجد یا لائبریری میں نہیں بلکہ تھیٹر میں جہاں ہر قماش کے لوگ آتے ہیں۔ اور پھر دنیا بھر کے زیادہ تر ممالک میں جہاں جہاں تھیٹرز ہیں ان میں کھانے پینے کی اشیاء کے علاوہ شراب بھی پیش کی جاتی ہے۔ اکثر مسلم ممالک میں لوگ تھیٹرز میں شراب پی کر آتے ہیں۔ جہاں فلم کے علاوہ بھی کئی قسم کے خرافات کی... گنجائش نکل آتی ہے۔ اس فلم کی نمائش پر کوئی اپنے مکان سے وضو کر کے تو نکلنے والا نہیں ہو گا۔ موجودہ دور میں پریس فوٹو فلم اور ٹیلی ویژن ترسیل کے بہترین ذرائع ہیں۔ جن کا استعمال ترقی یافتہ ممالک بڑے خاص انداز سے کر رہے ہیں۔ اور اسے دن بدن ترقی دی جا رہی ہے۔ اور بھی کئی غیر ترقی یافتہ اقوام کی طرح عالم اسلام بھی ان ذرائع کا استعمال کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ اس کے باوجود مسلم ممالک اپنے نظریات اور مقاصد دوسروں کے سامنے پیش کرنے میں ناکام ہیں۔ یہی حال ان کی فلموں کا ہے۔ آج عالم اسلام میں بہت سے ممالک ایسے ہیں جہاں بننے والی فلموں کو وہاں کے عوام سخت ناپسند کرتے ہیں۔ اور اس اجنبی ماحول کو دیکھنے کے بجائے ہندوستانی فلمیں دیکھنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ جن میں مشرقیت زیادہ ہوتی ہے۔

یہ فلم جہاں مسلمانوں کے لئے زبردست دل آزاری کا باعث ہے وہاں یورپ اور امریکہ کے فلم پروڈیوسروں کیلئے اس بات کی ہمت افزائی کا باعث بھی کہ وہ مستقبل میں اسی موضوع پر اور بھی کئی فلمیں بنا سکیں۔ جن میں اسلام اور بزرگان اسلام کے تعلق سے اپنی مرضی کے مطابق مواد پیش کریں۔

۲۶ مئی ۱۹۷۵ء (تلخیص از رہنمائے دکن)
(منقول از روزنامہ الجمعیتہ ۳۰ مئی ۱۹۷۵ء)

جماعتِ اسلامی گمراہ ہے

پاک و ہند کے علماء کرام کا قطعی فیصلہ

مودودی صاحب کے تراشیدہ اسلام کی سخت مخالفت کرتے ہیں اور مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ جماعت اسلامی کے تعاون اور شمولیت سے اجتناب کریں (فیصلہ علمائے کراچی پاکستان بصدارت مولانا احمد علی صاحب

شیخ التفسیر) -

میرے نزدیک یہ جماعت اپنے اسلاف (یعنی قادیانیوں) سے بھی زیادہ مسلمانوں کے دین کے لئے ضرر رساں ہے۔ (شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب) تائید (مولانا فخر الحسن صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند) -

مودودی صاحب سے پہلے خوارج اور معتزلہ کے سوائے کسی نے اعمالِ اسلامیہ کو جزوِ ایمان قرار نہیں دیا۔ (مولانا حسین احمد صاحب مدنی ایمان وعمل صـ) اپنی جماعت کو اصلی مسلمان اور دوسروں کو نسلی مسلمان قرار دے کر پچھلے بزرگوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ - کا نہایت دلخراش انداز میں ذکر کرتے ہوئے ان کو کافر، احمق اور جاہل کہتے ہیں۔ صحابۂ کرام سے آج تک کے مسلمانوں پر زبان درازیاں کرتے ہوئے تنقید اور سب وشتم کرتے ہیں۔ (مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ ایمان وعمل از صـ۳۳) -

جماعت اسلامی کے متعلق ہمارے اکابر علماء کی یہی رائے ہے کہ یہ گمراہ جماعت ہے۔ جماعت اسلامی کے جلسوں میں شرکت نہیں کرنی چاہیئے۔ نہ اُن کی معاونت کرنی چاہیئے۔ (مولانا عبدالقیوم صاحب مفتی مظاہر العلوم سہارنپور) "تجدید و احیاء دین" میں مودودی نے حضرت عمرؒ ابن عبدالعزیز سے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ تک سب کو ناقص اور ناکام مجدد قرار دیا ہے اور صحابۂ کرام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی انتہائی توہین کی ہے۔ امام مہدی کے متعلق احادیث کا انکار کیا ہے، اور امام مہدی کو ایسا جدید ترین لیڈر قرار دیا ہے جن کی موت کے بعد لوگوں کو ان کے امام مہدی ہونے کا علم ہوگا۔ فرشتوں کو دیوی دیوتا قرار دیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ترجمان القرآن میں حضورِ اکرم کو لیڈر قرار دیا ہے اور دجال کے بارے میں احادیث کو حضور کا قیاس قرار دیا ہے اور آپ کو شک میں مبتلا بتایا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جماعت اسلامی عرف فرقہ مودودی کی کانفرنس اسلامیہ کالج میں ہو رہی ہے اسلامیہ انٹر کالج کے منیجر صاحب اس جماعت کے لئے نرم گوشہ رکھتے ہیں اسی وجہ سے علماء کرام کے فتاویٰ منگا کر دیکھئے ۔ جلسہ نہیں ہونے دیا -

منجانب:-
مسلمانانِ مظفرنگر۔

ابن مساعد کو فیصل مرحوم کی اسلامیت ناپسند تھی

ریاض - ۱۹ر جون (رڈاک سے) نوجوان سعودی شہزادے فیصل ابن مساعد کو سزائے موت دئے جانے کی مزید تفصیلات آج ملی ہیں۔ حبشی جلاد نے ایک ہی ہاتھ میں سر اُڑا دیا۔ آج سعودی خبر رساں ایجنسی نے وزارت داخلہ کے ذرائع کے حوالے سے یہ اطلاع بھی دی ہے کہ سرکاری تفتیش کے نتیجہ میں یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ امیر فیصل مرحوم کے قتل میں کسی غیر ملکی طاقت کا ہاتھ نہیں تھا۔ اس ذریعہ نے بتایا کہ سازش کے امکان کی تفتیش اندرون ملک اور بیرون ملک بہت تفصیل سے کی گئی اور امیر فیصل مرحوم کی موت کے وقت سے کل قاتل کی سزایابی تک جاری رہی۔ شاہی کابینہ کے ایک بیان کے بموجب جو کل رات جاری کیا گیا شرعی عدالت کا فیصلہ حتمی ثبوت اور خود شاہزادہ ابن مساعد کے بیانات پر مبنی تھا۔ کابینہ کے بیان کے بموجب شاہزادہ ابن مساعد نے اقرار کیا کہ وہ اسلام سے برگشتہ ہوگیا تھا۔ اور مذہب کو ترک کر دیا تھا۔ شہزادہ ابن مساعد نے اقرار کیا تھا کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسکے چچا امیر فیصل مرحوم کو بین الاقوامی اثر و رسوخ حاصل ہوگیا تھا اور اس اثر کو وہ دنیا بھر میں اسلام کی تبلیغ و ترویج کے لئے استعمال کر رہے تھے۔ سرکاری بیان کے بموجب شاہزادہ فیصل ابن مساعد اپنی لادینی کی وجہ سے مذہب کا مخالف اور اس کو دنیا کے لئے قابل قبول بنانے کے ہر اقدام کے خلاف تھا۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہو رگمہ وہ اسلام کے بنیادی ارکان میں تبدیلی چاہتا تھا اور نماز روزے اور حج کو فضول تصور کرتا تھا۔

(الجمعیۃ ۲۵ر جون ۱۹۷۵ء)

درخواست دُعا

خاکسار کا آئی۔ ٹی۔ آئی کا فائنل امتحان ۲۱ر جولائی سے شروع ہو رہا ہے۔ تمام بزرگان سلسلہ و احباب جماعت سے دُعا کی درخواست کرتا ہوں دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نمایاں کامیابی عطا فرمائے آمین۔ خاکسار

بشیر الدین ابن دین محمد صاحب (نظمی) درویش

شذرات

از مکرم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی!

۱- معاصر ماہنامہ "پاکیزہ" کانپور نے اپنے مارچ ۱۹۷۵ء کے شمارہ میں "جماعت اسلامی اور آریہ سماج؟" کے عنوان سے لکھا ہے کہ۔

"سنڈے اسٹینڈرڈ میں جماعت اسلامی کے حالیہ سہ روزہ اجلاس کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ جماعت اسلامی ہندو مسلم اتحاد کی پُرزور حمایت کرتی ہے۔ واقعی بگڑے ہوئے معاشرے کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ہندو مسلم ایک ہو جائیں۔ اور ذات پات کے دائرے سے نکل کر اتحاد اور ہم آہنگی کی زندگی گذاریں۔

جماعت اسلامی کے ایک نامور اور اہم رکن افضل حسین صاحب نے اس مقصد کے لئے بہت سے اداروں اور غیر مسلم احباب سے بھی تعاون کی اپیل کی ہے ان اداروں میں آریہ سماج کا نام بھی آتا ہے جس سے موصوف نے رابطہ قائم کیا ہے اور تعاون کے لئے درخواست کی ہے لیکن جماعت اسلامی نے پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف بہ بانگِ دہل یہ اعلان کیا کہ اس قسم کی جماعت سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہیئے اور اسے اسلام سے خارج سمجھنا چاہیئے۔

اب آخر یہ جماعت کس طرح آریہ سماج جیسے ادارے کو اپنے ساتھ منسلک کرنا چاہتی ہے۔ ایک طرف تو قادیانیوں سے اتنی نفرت دوسری جانب آریہ سماج سے گٹھ جوڑ؟ بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی"۔

بات تو بڑی واضح ہے۔ جماعت اسلامی اور آریہ سماج دونوں انتہا پسند جماعتیں ہیں۔ ان کا ربط تو بالکل فطری چیز ہے۔ رہی یہ بات کہ پاکستان میں جماعت اسلامی نے احمدیوں کے خلاف بہ بانگ دہل یہ اعلان کیا کہ اس قسم کی جماعت سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہیئے۔ یہ تو ایک نسخہ ہے جماعت احمدیہ کے دلائل کی کاٹ سے بچنے کا۔ جب علماء نے لمبے تجربہ کے بعد یہ دیکھ لیا کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ بحث و مناظرات کا نتیجہ ہمیشہ جماعت احمدیہ کے حق میں ہی نکلتا ہے اور اس کی تعداد میں اضافہ کا موجب ہوتا ہے تو اپنی پسپائی کی پردہ پوشی کے لئے تشدد اور بائیکاٹ کا سہارا لیا۔ اور اہلِ نظر جانتے ہیں کہ

۲- مسلمانانِ مظفرنگر (یوپی) کی طرف سے ایک اشتہار بعنوان "جماعت اسلامی گمراہ ہے" شائع ہوا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ

"مودودی صاحب کے تراشیدہ اسلام کی سخت مخالفت کرتے ہیں اور مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ جماعت اسلامی کے تعاون اور شمولیت سے اجتناب کریں (فیصلہ علمائے کراچی پاکستان بصدارت مولانا احمد علی صاحب شیخ التفسیر)

میرے نزدیک یہ جماعت اپنے اسلاف (یعنی قادیانیوں) سے بھی زیادہ مسلمانوں کے دین کے لئے ضرر رساں ہے (شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب تائید مولانا فخر الحسن صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند)"۔

ہم جماعت اسلامی کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ کہ اسے اوّل انعام کا مستحق قرار دیا گیا ہے! دنیا ترقی کرتے کرتے چاند سے بھی آگے نکل گئی۔ سائنس کی نت نئی ایجادات نے عقلوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ اور آئے دن نئی نئی دریافتوں اور پروڈکشنوں نے اقتصادی لحاظ سے دنیا کی قسمتیں بدل دی ہیں۔ لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی کہ اُنہوں نے صرف کفر سازی فیکٹریاں قائم کیں۔ آج اگر کوئی طالب حق دنیا میں نکل کھڑا ہو اور اسے کسی ایسے اسلامی فرقہ کی تلاش ہو جو علمائے اسلام کے فتویٰ ہائے کفر کی زد میں نہ آیا ہو تو اسے سخت مایوسی ہوگی۔

اسی مظفرنگر کے انہی مسلمانوں نے گزشتہ ماہ جماعت احمدیہ کی صوبائی کانفرنس (منعقدہ مظفرنگر) میں یہ کہہ کر رکاوٹیں ڈالی تھیں کہ جماعت احمدیہ غیر اسلامی فرقہ ہے۔ اور مظفرنگر ہی میں مودودی جماعت کی کانفرنس کو روکنے کی کوشش کی گئی ہے (پورا اشتہار ہم منقولات کے صفحہ پر شائع کر رہے ہیں تاکہ مودودی جماعت کے خلاف مظفرنگر کے مسلمانوں کے جذبات کی شدت کا اندازہ ہو سکے۔ اور یہ بھی کہ علمائے دیوبند کے نزدیک جماعت اسلامی کی اسلامیت کتنے پانی میں ہے:-

۳- معاصر ہلال کلکتہ اپنی ۸ر جون کی اشاعت میں "دیوبندی بریلوی جھگڑا"

کے عنوان سے لکھتا ہے :-

"...... ہم ہر مکتبِ فکر کے مسلمانوں سے یہ اپیل کریں گے کہ وہ جو کچھ بھی لکھیں اس میں متانت اور سنجیدگی ہونی چاہیئے۔ اور اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ جو لوگ مرچکے ہیں اور جن کے ماننے والوں کا ایک طبقہ مسلمانوں میں موجود ہے ان کی سرگرمیوں اور خیالات وعقائد پر نکتہ چینی کرتے ہوئے انہیں گالیاں نہ دی جائیں اور انہیں اسلام دشمن قرار نہ دیا جائے "

جزاک اللہ ! آپ کا مشورہ تو بہت صائب ہے۔ لیکن آپ یہ بھی تو بتا دیتے کہ آخر علمائے اسلام کریں کیا ــ ؟ اگر وہ دوسرے فرقوں پر نکتہ چینی بھی نہ کریں۔

. . . .

رپورٹ فارم تبلیغ وتربیت

تمام سیکرٹریانِ تبلیغ وتربیت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ رپورٹ فارم تبلیغ بابت تبلیغ وتربیت دفتر ہذا کی طرف سے بھارت کی جماعتوں کے سیکرٹریان کے نام بھجوائے جاچکے ہیں۔ تمام جماعتیں فارم ملنے پر دفتر ہذا کو مطلع کریں اور سیکرٹریانِ تبلیغ وتربیت کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت کی ماہانہ رپورٹ ان فارموں پر بھجوایا کریں۔ فارم پُر کرنے کے بعد مقامی مبلغ یا صدر صاحب کی ڈاک میں بھی بھجوائے جاسکتے ہیں۔

ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

اعلانِ نکاح

مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۷۵ء کو بعد نماز جمعۃ المبارک مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم سرینگر۔ کشمیر۔ نے بمقام آسنور عزیزم عبد الشکور احمد وانی ابن مکرم عبد العزیز صاحب وانی مقیم آسنور کا نکاح ہمراہ عزیزہ عقیلہ جبیں بانو صاحبہ دختر مکرم محمد یوسف صاحب ڈار ساکن آسنور۔ کشمیر۔ بعوض مبلغ دو ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالے اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعثِ برکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین ﴿

ناظر امور عامہ قادیان

اخبارِ قادیان

☆ ـ مکرم مولوی عبد القادر صاحب دہلوی درویش نائب ناظر دعوۃ وتبلیغ کی بیٹی صبیحہ سلطانہ بی۔ اے جن کا گزشتہ سال ماہ اپریل میں نکاح مکرم افتخار احمد صاحب حیات ابن مکرم رشید احمد صاحب حیات لندن سے ہوا تھا مورخہ ۲۱/۶/۷۵ کو بذریعہ ہوائی جہاز لندن روانہ ہوئیں۔ جہاں امام صاحب مسجد لندن کی جانب سے ان کے رخصتانہ کا اہتمام کیا گیا۔ اور حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے دُعا کے ساتھ رخصت فرمایا۔ احباب دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کو خوش وخرم رکھے آمین۔

★ ـ مکرم قریشی سعید احمد صاحب تاحال لدھیانہ میں زیرِ علاج ہیں۔ اور موصولہ اطلاع کے مطابق بتدریج صحت یاب ہو رہے ہیں۔ احباب کرام ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دُعا فرمائیں۔

☆ ـ بدر کی گزشتہ اشاعت میں بعض نتائج شائع کئے گئے تھے جس میں اس امر کا ذکر سہواً رہ گیا تھا کہ مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر کی بیٹی عزیزہ مبارکہ بی۔ اے فائینل میں نہ صرف کامیاب ہوئیں بلکہ قادیان کے دونوں کالجوں میں فرسٹ آئیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

☆ ـ مکرم سید شہامت علی صاحب کی بیٹی امۃ القدوس جن کا بی۔ اے فائینل کا ریزلٹ لیٹ تھا کامیاب ہوگئیں۔ سید صاحب نے اس خوشی میں پانچ روپے اعانتِ بدر اور پانچ روپے مساجد فنڈ میں جمع کرائے۔

☆ ـ ہفتہ زیرِ اشاعت میں بی۔ اے II ایر اور I ایر کے نتائج نکلے۔ جن کے مطابق بی۔ اے II ایر میں دو لڑکے کامیاب ہوئے اور چھ لڑکیوں میں سے پانچ کامیاب ہوئیں اور ایک کمپارٹمنٹ میں آئی۔ بی۔ اے فرسٹ ایر میں پانچ لڑکے شریک ہوئے اور چار کامیاب ہوگئے اور دس لڑکیاں شریک ہوئیں جن میں سے چھ کامیاب ہوئیں اور تین کمپارٹمنٹ میں آئیں ﴿

حج بیت اللہ — بقیہ صفحہ ۸ سے آگے

خار کی طرح کھٹکتی ہے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں اُن کے پاس کوئی جگہ ایسی نہیں جس کو وہ اپنا روحانی مرکز قرار دے سکیں۔ روم بے شک عیسائیت کا ایک مرکز ہے۔ لیکن کیتھولک فرقہ کے سوا باقی دنیائے عیسائیت کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہودی بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت اُن کے پاس ان کا روحانی مرکز موجود ہے۔ لیکن دو ہزار برس کے طویل عرصہ تک یہ مرکز اُن کے قبضہ میں نہیں تھا۔ اور اب بھی اس مرکز کا ان کے قبضہ میں آنا ان لوگوں کا رہینِ منت ہے جن کے ہادی کو انہوں نے صلیب پر لٹکا دیا تھا۔ پھر اُن کا یہاں جمع ہونا قرآن کریم کی ایک پیشگوئی کو سچا ثابت کرتا ہے اور یہ جمع ہونا عارضی ہے جیسا کہ قرآن کریم سے واضح ہے۔

غرض مسلمانوں کے اس مرکز کو دیکھ کر دشمن حسد کی آگ میں جل رہا ہے۔ جرمنی کے عظیم لیڈر پرنس بسمارک نے کہا تھا کہ جب تک ساری دنیا کے مسلمانوں کا ایک روحانی مرکز ہے مسلمانوں کو تباہ نہیں کیا جاسکتا۔ یہ مرکز مسلمانوں کی طاقت کے زمانہ میں اُن کا مرکز رہا۔ اور اُس زمانہ میں بھی اُن کا مرکز رہا جب مسلمان حکومتیں مٹ گئیں۔ اور اغیار کے قبضہ میں آگئیں۔ دشمن اگر چاہتا تو اس دوران اس پر حملہ کر کے اُسے تباہ کر دیتا۔ لیکن نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے چودہ سو سال قبل بتا دیا تھا کہ کعبہ کے ساتھ ہی نوع انسان کی بقا وابستہ ہے۔

پس بیت اللہ ایک ایسا نشان ہے جو ہر آن اور ہر لحظہ اور ہر ساعت خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی قدرت اور اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ السلام کی صداقت کا بیّن ثبوت پیش کر رہا ہے۔ آج کوئی دن ایسا نہیں جاتا جب تھوڑے یا زیادہ لوگ بیت اللہ کا طواف نہ کر رہے ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ کو کئی سال تک مکہ میں سکونت پذیر ہونے کا موقع ملا۔ لیکن رات اور دن میں آپ کو کوئی گھڑی ایسی نہ ملی جس میں لوگ بیت اللہ کا طواف نہ کر رہے ہوں۔ پس یہ نشان ہر آن اور ہر لحظہ دُنیا پر ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ نشان کسی خاص زمانہ یا وقت سے مقید نہیں، یہ ایک دائمی اور ابدی نشان ہے ﴿

فضلِ عمر فاؤنڈیشن کا ضروری اعلامیہ بابت سال ۱۳۵۵ ہش / ۱۹۷۶ء

علمی تصانیف پر ساڑھے سات ہزار روپے سالانہ کے انعامات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۴۹ء کے موقعہ پر احباب جماعت کے سامنے سلسلۂ کتب کی تصنیف کے بارے میں ایک جامع سکیم رکھی تھی۔ اس سکیم کی ترغیب کے لئے فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار روپے کے پانچ انعامات مقرر کئے گئے ہیں۔ یہ انعامات اُن کتب کے لئے مقرر کئے گئے ہیں جو مندرجہ ذیل وسیع عنوانات کی شقوں میں سے کسی ایک شق کے تحت آجائیں :-

پہلا انعام - بنیادی اسلامی عقائد مثلاً ہستی باری تعالیٰ۔ صفاتِ الٰہیہ۔ ضرورتِ نبوّت۔ معیارِ شناختِ نبوّت۔ دعا۔ قضاء و قدر۔ بعث بعد الموت۔ بہشت و دوزخ۔ معجزات۔ ضرورتِ شریعت وغیرہ۔

دوسرا انعام - اسلامی عبادات اور اسلامی اخلاق کا کوئی پہلو۔

تیسرا انعام - تاریخ مذہب۔ تاریخ انبیائے سابقہ۔ تاریخِ اسلام۔ کسی ملک میں اسلام پھیلنے کی تاریخ۔ تاریخِ احمدیت۔ صحابہؓ یا کسی ممتاز مسلمان کی تاریخ و سیرت وغیرہ۔

چوتھا انعام - اسلامی اقتصادیات مثلاً "بنکنگ اور سُود"۔ "نظامِ بیمہ"۔ "لیبر اور متعلقہ مسائل"۔ "تجارتی کمپنیوں کا نظام"۔ "انڈسٹری"۔ "بین الاقوامی تجارت"۔ (اِن مضامین پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے روشنی ڈالنے کے علاوہ رائج الوقت نظام کے ساتھ موازنہ بھی کرنا ہوگا) کسی دنیوی علم کی ترقی کے لئے مسلمانوں کی تحقیق۔ اور اس کی ترقی میں ان کا حصہ۔

پانچواں انعام - کوئی علمی موضوع جو اُوپر کی شقوں میں شامل نہ ہو۔

شرائط

(۱) یہ انعام ہر سال دیا جائے گا۔ اس کے لئے سال یکم جنوری سے ۳۱ر دسمبر تک شمار ہوگا۔

(۲) مقابلہ میں وہی مسوداتِ کتب شامل کئے جاسکیں گے جو یکم نومبر ۱۹۷۵ء تک دفتر فضلِ عمر فاؤنڈیشن میں موصول ہو جائیں گے۔

(۳) یہ ضروری ہوگا کہ کتاب شائع شدہ نہ ہو۔ بلکہ صرف مسوّدہ بھجوایا جائے گا۔

(۴) یہ مسودہ بیس ہزار الفاظ سے کم نہ ہو۔

(۵) پُرانی کتب زیرِ غور نہ آئیں گی۔

(۶) انعام حاصل کرنے کے لئے ایک خاص علمی اور تحقیقی معیار مقرر کیا گیا ہے اس معیار پر اُترنے کا فیصلہ اور انعام کے قابل سمجھے جانے کا فیصلہ ایک بورڈ کرے گا جس کا تقرر اس غرض کے لئے صدر فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے ہُوا کرے گا۔ اس بورڈ کا فیصلہ آخری اور قطعی ہوگا۔ اور اس کے خلاف کسی عدالت میں چارہ جوئی نہیں ہو سکے گی۔

(۷) ضروری نہ ہوگا کہ ہر سال یہ انعام ضرور دیا جائے۔ بلکہ اگر کسی سال کسی شق میں کوئی مضمون بھی معیار پر پُورا نہ اُترے تو اس سال انعام نہ دیا جائے گا۔

(۸) انعام حاصل کرنے والے مضمون کا کاپی رائٹ مصنّف کا ہوگا۔ لیکن انعامی مقالے یا تصنیف کے ⅓ حصہ کو بصورت اقتباس شائع کرنے کا فضلِ عمر فاؤنڈیشن کو حق ہوگا۔ اور اگر تین سال تک انعامی مقالے یا تصنیف کو مصنّف شائع نہ کرے تو کاپی رائٹ فضلِ عمر فاؤنڈیشن کا ہو جائے گا۔ مقالہ نویسندگان اپنے اپنے مقالوں کی کم از کم دو مجلد کاپیاں فاؤنڈیشن کے دفتر میں بھجوائیں۔

(۸ - الف) اگر کسی مقالہ کی طباعت و اشاعت فاؤنڈیشن کے خرچ پر زیرِ غور ہو اور مصنّف کا اصرار ہو کہ اسے مناسب رائلٹی ادا کی جائے تو فاؤنڈیشن اس پر غور کر سکتا ہے۔ یعنی رائلٹی دے کر مقالہ چھپوانا خارج از امکان نہیں۔

(۸ - ب) اگر مقالہ نویس اپنا مقالہ خود شائع نہ کر سکتا ہو اور مقالہ کی اشاعت فاؤنڈیشن کے نزدیک سلسلہ کے مفاد کے لئے ضروری ہو تو فاؤنڈیشن اسکی اشاعت کا مناسب انتظام کرے گا۔

(۹) مندرجہ بالا پانچوں شقوں کے وسیع عنوانات کے ماتحت کسی عنوان کا قائم کرنا خود مصنّف کا کام ہوگا۔ مگر بہتر ہوگا کہ عنوان کے متعلق وہ صدر سے استصواب کر لے۔

(۱۰) اِس امر کا فیصلہ کہ کوئی مضمون کس شق کے تحت آتا ہے یا یہ کہ کسی شق کے تحت بھی نہیں آتا، صدر فضلِ عمر فاؤنڈیشن کا کام ہوگا۔ اور اس کے بارے میں ان کا فیصلہ قطعی اور آخری ہوگا۔

(نوٹ) :- ۱۔ انعامی مقابلہ میں مقالہ جات بھجوانے والے دوست یہ بھی وضاحت فرما دیں کہ ان کا مقالہ کونسے انعام (پہلے یا دوسرے وغیرہ) کی کس شق میں آتا ہے ؟

ص۹

احمدیہ سالانہ کانفرنس صوبہ کشمیر

احباب جماعت ہائے احمدیہ صُوبہ کشمیر کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اس سال ۸ - ۹ راگست ۱۹۷۵ء (بروز جمعہ و ہفتہ) کی تاریخوں میں موضع یاڑی پورہ میں سالانہ کانفرنس منعقد کئے جانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا تمام احباب سے درخواست ہے کہ دعاؤں سے، تعاون سے، اور اخراجات کیلئے زیادہ سے زیادہ مالی پیش کش سے کانفرنس کو کامیاب بنائیں۔ جملہ رقوم خاکسار صدر مجلس استقبالیہ کے نام بھجوائی جائیں۔ (اس سے قبل اخبار بدر مورخہ ۹ر جون میں مکرم حکیم میر غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ یاڑی پورہ کا نام لکھا گیا تھا۔) اس کانفرنس میں شمولیت کرنے کا ارادہ رکھنے والے احباب صدر مجلس استقبالیہ سے رابطہ قائم فرمائیں۔ اور زیادہ سے زیادہ احباب شرکت فرما کر ثواب حاصل کریں۔

خاکسار: عبدالحمید ٹاک صدر مجلسِ استقبالیہ
بمقام یاڑی پورہ ڈاکخانہ خاص۔ ضلع اننت ناگ (کشمیر)

ہمارے پیارے اِمام کا اِرشاد

" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ غنی ہے۔ اور تم فُقراء ہو خدا تعالیٰ کو تو کسی مال کی ضرورت نہیں۔ وہ ہمیشہ سے غنی ہے۔ وہ اُس دن سے غنی ہے جب اس نے تم کو سُورج کی روشنی سے فائدہ پہنچانے کے لئے پیدا کیا .... جب تمہارا سخی، جب تمہارا دیالو، جب تمہارا بخشنہار ربّ تمہارے دروازے پر آکر تمہارے اموال کا مطالبہ کرتا ہے تو اس میں تمہارا ہی فائدہ اُسے مدِنظر ہوتا ہے "

(الفضل ۲ر جون ۱۹۷۵ء)

احباب جماعت اپنے پیارے امام ہمام کے اِس ارشاد کے مطابق بڑھ چڑھ کر مالی قربانیوں میں حصہ لے کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

بقیہ

۲۔ مقالہ لکھنے سے پہلے مؤلف اپنے مقالہ کے مضمون کا مجمل ڈھانچہ ارسال کریں تاکہ متعلقہ کمیٹی اس پر غور کر کے اگر ضرورت سمجھے تو مضمون کو بہتر بنانے کے لئے مناسب رہنمائی کر سکے۔

۳۔ مقالہ نویس اپنے مقالوں میں حوالہ جات مکمل درج کریں جن میں کتاب کا سن طباعت اور مصنّف کا نام ضروری طور پر شامل کیا جائے۔

۴۔ انگریزی خواں طبقہ توجہ کرے۔ جائز ہوگا کہ ایک عربی دان عالم اور ایک انگریزی دان مل کر مقالہ مرتب کریں جو دونوں کے نام پر شمار اور شائع ہو سکے گا۔

(سیکرٹری فضلِ عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

ولادت

مکرم مولوی محمد ایوب صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حال مالیر کوٹلہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۱۶ر اپریل ۱۹۷۵ء کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب سے نومولود کے صالح اور خادم دین بننے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: صوفی علی محمد درویش قادیان